مواعظ سلیم
نمبر ۱

دین کے لیے علماء کی قربانیاں

افادات وارشادات

حضرت مولانا محمد سلیم دھورات صاحب دامت برکاتہم
بانی و شیخ الحدیث اِسلامک دعوہ اکیڈمی، لیسٹر، یو کے

خلیفہ مُجاز

حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید رحمۃ اللہ علیہ

مکتبۃ الارشاد
ملیر ہالٹ، کراچی، 0334-3526403

نامِ کتاب	: دین کے لیے علماء کی قربانیاں
اِفادات واِرشادات	: حضرت مولانا محمد سلیم دھورات صاحب دامت برکاتہم
تاریخِ وعظ	: شوال ۱۴۳۵ھ بمطابق اگست ۲۰۱۴ء
مقامِ وعظ	: جامع مسجد، لوساکا، زامبیا، افریقہ
تقریب	: الفلاح اکیڈمی کا تیسرا جلسہ، تکمیلِ حفظِ قرآن
اِشاعت اوّل (پاکستان)	: ربیع اول ۱۴۴۲ھ بمطابق نومبر ۲۰۲۰ء
تعداد	: ۱۱۰۰
ناشِر	: مکتبۃ الارشاد دکان نمبر ۲۸، جامع مسجد رفاہ عام، رفاہ عام سوسائٹی، ملیر ہالٹ، کراچی 0334-3526403

استدعاء

اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے اِنسانی طاقت وبساط کے مطابق کتابت، طباعت، تصحیح وجلد سازی میں پوری اِحتیاط کی گئی ہے۔ تاہم اِنسان، اِنسان ہے، سہواً اگر کوئی غلطی نظر آئے یا صفحات دُرست نہ ہوں تو اَز راہِ کرم مطلع فرمادیں، تاکہ آئندہ اِیڈیشن میں اُس کی تصحیح کی جاسکے۔

مکتبۃ الارشاد

فہرست

تقریظ

حضرت مولانا مرغوب احمد لاجپوری صاحب دامت برکاتہم

محشی مرغوب الفتاوٰی ومؤلف تالیفات مفیدہ وکثیرہ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝

یہ تجربہ کی بات ہے کہ: ہر وعظ مؤثر نہیں ہوتا، اِس لیے کہ تَأَثُّر کے لیے وعظ و واعظ کے شرائط وآداب کا پورا ہونا ضروری ہے۔ علماء نے لکھا ہے کہ: اثر پیدا کرنے

❶ واعظ، وعظ سے پہلے حَتَّی الْاِمْکَان، صَلٰوۃُ الْحَاجَۃ اور دُعا کا اِہتمام کرے۔

❷ مجمع کے حالات کے مطابق وعظ ہو، یہ نہ ہو کہ دَرد تو سر میں ہے اور مرہم پیر پر لگایا جارہا ہے۔

❸ مضمون کو آہستہ اِس اَنداز میں بیان کیا جائے کہ: سامعین اَچھی طرح ذہن نشین کرسکیں۔

❹ سامعین کی اِستعداد کے مطابق بات کی جائے۔

❺ بعض مرتبہ اِہم مضمون کو قسمیہ بیان کیا جائے۔ قسم کھا کر

❻ مجمع پر اُکتاہٹ نظر آئے تو افراط وتفریط سے بچ کر دل لگی اور مزاح سے کام لے۔

❼ وعظ نہ بہت مختصر ہو، نہ بہت طویل ہو۔

❽ اپنی بات کو خوب قوت سے پیش کرے۔

❾ مثالوں سے بات کو سمجھایا جائے۔

❿ سنی سنائی بات سے اِحتراز کرے۔

⓫ جس چیز کی نصیحت کررہا ہو اُس پر خود عامل بھی ہو۔

⓬ مخلوق سے طَمَع (لالچ) بالکل نہ ہو۔

⓭ وعظ کو صرف ترغیب (فضائل) یا تَرْہِیْب (وعیدیں) کے ساتھ مخصوص نہ کرے بل کہ وعظ دونوں کو جامع ہو۔

⓮ رُوزانہ وعظ نہ کہتا رہے۔

اگر واعظ اِن آداب کو ملحوظ رکھے تو اِنْ شَآءَ اللّٰہ اُس کے بیان میں اللہ تعالیٰ ایک تاثیر ڈالے گا۔

کچھ عرصے سے "خطباتِ سلیم" کی طباعات کا سلسلہ شروع ہوا ہے اور اِس کی قسطیں منظرِ عام پر جلوہ گر ہوچکی ہیں۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ! راقم کو اُن مواعظ کے مِنْ وَ عَنْ مطالعہ کا موقع ملا۔ وعظ و واعظ کے آداب جو کتابوں میں پڑھے تھے، اِن مواعظ میں وہ موجود پائے۔ یہی وجہ ہے کہ: یہ مواعظ نرے مواعظ ہی نہیں بل کہ اُمّت کی رہنمائی کا ایک سُنہرا دفتر ہیں۔ مجھے اللہ تعالیٰ کی ذات سے قوی اُمید ہے کہ: یہ مواعظ اُمّت کی رہبری میں ایک مؤثر کردار اَدا کریں گے، اِس لیے کہ وعظ میں قرآنی آیات اور اُن کی مؤثر تفسیر، اَحادیث اور اُن کی عمدہ تشریف، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے قلوب کو نرم کرنے والے آثار، آپ صلی اللہ علیہ وسلم، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور اَسلافِ اُمّت کے آخرت کی طرف متوجہ کرنے والے واقعات، اَمثال و لطائف، اردو، عربی کے اَشعار، وغیرہ وہ سب چیزیں ہیں جو کسی وعظ کی عمدگی کے لیے ضروری ہیں۔

پھر واعظ کا شمار مدرس میں کیا جائے تو اُس میں برسوں کا تجربہ لیے ہوئے، مقرر میں ہو تو پورے "برطانیہ" میں لاثانی۔ ایک شیخ کی حیثیت سے ہو تو بے مثال (خانقاہ سلیمی اِس کی شاہد) دار العلوم، مکتب اور اکیڈمی کے بانی، ماہنامہ "ریاض الجنّۃ" کے مدیر، اگر قلم اِجازت دے اور کوئی ناقد تنقید نہ کرے تو کہہ سکتا ہوں کہ: یورپ میں نوجوان طبقے کی اِصلاح و ہدایت کے مجدد، پھر بزرگوں کی صحبت، اَکابر سے ربط و تعلّق، بڑوں کے محبوب، چھوٹے اُن کے معتقد، ہمعصر، دُوستی کے ساتھ بڑائی کے معترف بھی اور اِس شعر کے صحیح مصداق ؎

دُوست دُشمن سب تیرے قائل ہیں مگر
کوئی قائل ہے زباں سے، کوئی قائل ہے دل سے ہے

اِس وقت صاحبِ وعظ کی نہ سوانح مطلوب، نہ اُس کا اِرادہ، راقم کے ذہن میں اِس موضوع کا ایک خاکہ محفوظ ہے، جو کسی مناسب وقت تک کے لیے ملتوی۔ زیرِ نظر رسالہ "دین کے لیے علماء کی قربانیاں" "لوساکا (زامبیا)" میں کیا گیا ایک مثالی وعظ ہے۔ دوپہر کی دھوم میں سورج کا اِنکار کسی صاحبِ عقل سے ممکن نہیں، مگر کیا کہیے؟ اب کچھ حضرات دن کی رُوشنی میں سورج کا اِنکار کرنے پر تلے ہوئے ہیں یعنی یہ کہ علماء نے کیا کِیا؟ علماء کچھ نہیں کر رہے ہیں۔

دِین و دُنیا کا کون سا شعبہ ہے جہاں علماء کی خدمات نہیں ہیں؟ دَرس و تدریس، تصنیف و تالیف، وعظ و تقریر، تزکیہ و تصوف، دعوت و تبلیغ، مدارس و مساجد کی تعمیر وغیرہ اُمور میں تو اِن کی نظیر نہیں، مگر دُنیاوی سمجھے جانے والے شعبوں میں بھی اِن کی خدمات ناقابلِ فراموش ہیں اور اِن کا اِنکار کرنا خیانت سے کم نہیں۔ مثلاً: مسلم اسکول، شفاخانوں کی تعمیرات، رفاہی کام، سیاسی مصروفیات وغیرہ۔

صرف دین کے لیے اَسلاف نے جو قربانیاں دی ہیں اُن کی ایک ہلکی سی جھلک اِس رسالے میں دیکھی جا سکتی ہے۔ دَورانِ سفر بروقت اور برجستہ وعظ میں جو مواد و واقعات آگئے ہیں کسی تحقیقی تصنیف سے کم نہیں۔ پڑھیئے اور پڑھایئے، سنیئے اور سنایئے۔ اللہ کرے یہ آواز ہر طبقہ تک پہنچے اور دل میں اُترے اور حقائق سے آنکھ بند کرنے کا رَویہ ختم ہو۔ اللہ تعالیٰ اِس رسالے کو شرفِ قبولیت سے نوازے۔ (آمین)

نااہلی کے باوجود یہ چند سطریں "اَلْاَمْرُ فَوْقَ الْاَدَب" کے پیشِ نظر تحریر میں آگئی ہیں، راقم نہ تقریظ کا اہل، نہ اِس کا شائق و جویا، البتہ اِن مواعظ کے مطالعہ کا زبردست سفارشی ضرور ہے۔ اکثر مواعظ جو بلا کسی تیاری کے برجستہ موقع بموقع کئے گئے ہیں، بعض (نام کے تحقیقی) رسائل سے زیادہ اپنے اَندر موضوع سے متعلق مواد کو لیے ہوئے نظر آئے۔

اللہ تعالیٰ صاحبِ وعظ کی طرح اِن مواعظ کو بھی قبولیت سے نوازے اور اُمّت کی ہدایت کا ذریعہ اور صاحبِ وعظ و مُرتّبین کے لیے ذخیرہ آخرت بنائے۔ (آمین)

(مولانا) مرغوب اَحمد لاجپوری (صاحب دامت برکاتہم)

ڈیوزبری، برطانیہ

دین کے لیے علماء کی قربانیاں

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ۝

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ وَ کَفٰی وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الرُّسُلِ وَ خَاتَمِ الۡاَنۡبِیَآءِ وَعَلٰی آلِهِ الۡأَصۡفِیَآءِ وَأَصۡحَابِهِ الۡاَتۡقِیَآءِ اَمَّا بَعۡدُ:

فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ: اِنَّ الۡعُلَمَآءَ وَرَثَۃُ الۡاَنۡبِیَآءِ۔[1]

وَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ: طَلَبُ الۡعِلۡمِ فَرِیۡضَۃٌ عَلٰی کُلِّ مُسۡلِمٍ۔[2]

وَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ: مَنۡ خَرَجَ فِیۡ طَلَبِ الۡعِلۡمِ فَهُوَ فِیۡ سَبِیۡلِ اللّٰہِ حَتّٰی یَرۡجِعَ۔[3] اَوۡ کَمَا قَالَ ﷺ۔

رَبِّ اشۡرَحۡ لِیۡ صَدۡرِیۡ ۝ وَ یَسِّرۡ لِیۡۤ اَمۡرِیۡ ۝ وَ احۡلُلۡ عُقۡدَۃً مِّنۡ لِّسَانِیۡ ۝ یَفۡقَهُوۡا قَوۡلِیۡ ۝[4]

سُبۡحٰنَكَ لَا عِلۡمَ لَنَاۤ اِلَّا مَا عَلَّمۡتَنَا اِنَّكَ اَنۡتَ الۡعَلِیۡمُ الۡحَکِیۡمُ ۝[5]

اَللّٰهُمَّ انۡفَعۡنَا بِمَا عَلَّمۡتَنَا وَعَلِّمۡنَا مَا یَنۡفَعُنَا۔[6]

اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَهٗ یُصَلُّوۡنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا صَلُّوۡا عَلَیۡهِ وَسَلِّمُوۡا تَسۡلِیۡمًا ۝[7]

اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمۡ وَبَارِكۡ عَلٰی سَیِّدِنَا وَ مَوۡلَانَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَ اَصۡحَابِهٖ وَاَتۡبَاعِهٖ وَاَزۡوَاجِهٖ وَذُرِّیَّاتِهٖ۔

اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ وَ عَمَّ نَوَالُہٗ کا بہت زیادہ شکر ادا کرنا چاہیے کہ: اُس نے آج ہمیں علمِ نبوّت کی نسبت پر "لُوساکا" کی جامع مسجد میں "اَلفَلَاح اکیڈمی" کی دعوت پر جمع فرمایا۔

---

[1] (جامع الترمذی، ابواب العلم عن رسول اللہ ﷺ، باب ماجاء فی فضل الفقہ علی العبادۃ، ج ۲، ص ۹۷، طبع قدیمی، کراچی، پاکستان)

[2] (سنن ابن ماجہ، ابواب ایمان وفضائل الصحابہ والعلم، باب فضل العلماء والحث علی طلب العلم، ص ۲۰، طبع قدیمی، کراچی، پاکستان)

[3] (جامع الترمذی، ابواب العلم عن رسول اللہ ﷺ، باب فی فضل طلب العلم، ج ۲، ص ۹۳، طبع قدیمی، کراچی، پاکستان)

[4] (سُوۡرَۃُ طٰهٰ، ۲۵ تا ۲۸)

[5] (سُوۡرَۃُ الۡبَقَرَۃ، ۳۲)

[6] (جامع الترمذی، ابواب الدعوات عن رسول اللہ ﷺ، ج ۲، ص ۲۰۰، طبع قدیمی، کراچی، پاکستان)

[7] (سُوۡرَۃُ الۡاَحۡزَاب، ۵۶)

مسلمانوں کی ایک اِجتماعی کوتاہی

علم اللہ تعالیٰ شانہ کی ایک بہت بڑی اور نہایت قیمتی نعمت ہے، اِسی وجہ سے علم کے مراکز یعنی مدارس اور علم والے یعنی علماء بھی بڑی قدر و قیمت والے ہیں، یہ ہماری بدقسمتی ہے کہ: علم کی جتنی قدر ہمارے دلوں میں ہونی چاہیے نہیں ہے۔ جس کا نتیجہ یہ ہے کہ: علم کے مراکز اور علم والوں کی قدر و قیمت بھی ہمارے دلوں میں سے جیسی ہونی چاہیے ویسی نہیں ہے اور تقریباً پوری اُمّت مجموعی حیثیت سے اِس وقت اِس کوتاہی میں مبتلا ہے، بے دین طبقہ بھی اور دین دار طبقہ بھی اور یہ ایسی کمی اور کوتاہی ہے جس کی اِصلاح بہت ضروری ہے۔ اِس لیے کہ اگر ہمارے دلوں میں علم، علماء اور مدارس کی جیسی قدر ہونی چاہیے ویسی نہیں ہوگی تو نقصان نہ علم کا ہوگا، نہ علماء کا اور نہ مدارس کا بل کہ ہمارا، ہماری اولاد کا اور ہماری نسلوں کا ہوگا۔ اِس لیے میں اپنے سب دُوستوں سے اِلتجا کرتا ہوں کہ: اِس کمی اور کوتاہی کا اِعتراف کر کے اِصلاح کی فکر کریں تا کہ ہم بھی نقصان سے محفوظ ہو جائیں اور ہماری اولاد بھی اور قیامت تک آنے والی ہماری نسلیں بھی۔

علماء کا کام نبیوں والا کام ہے

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خَاتَمُ النَّبِيِّين ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد اب کوئی نبی نئی شریعت لے کر دُنیا میں آنے والا نہیں ہے۔ انبیاء کرام علیہم السلام کے سلسلے کے ختم ہونے کے بعد اللہ تعالیٰ نے کارِ نبوّت حضراتِ علماء کرام کے کندھوں پر ڈالا ہے اور اِس سلسلے میں حدیث بہت واضح ہے۔

إِنَّ الْعُلَمَاءَ وَرَثَةُ الْأَنْبِيَاءِ[1]

ترجمہ: بے شک! علماء انبیاء کرام علیہم السلام کے وارث ہیں۔

مطلب یہ ہے کہ: اللہ تعالیٰ شانہ قیامت تک ہر دَور میں علماء کرام سے انبیاء کرام علیہم السلام کا کام لیں گے۔ اگر ہم فرض کر لیں کہ: اِس وقت علماء کرام انبیاء کرام علیہم السلام کا کام نہیں کر رہے ہیں تو یہ ماننا پڑے گا کہ: علماء انبیاء کرام علیہم السلام کے وارث نہیں ہیں، اب اگر وہ انبیاء کرام علیہم السلام کے وارث نہیں ہیں تو (اَلعِیَاذُ بِاللہ) یہ بات ماننی پڑے گی کہ: زبانِ نبوّت

---

[1] (جامع الترمذی، ابواب العلم عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، باب ما جاء فی فضل الفقہ علی العبادۃ، ج ۲، ص ۹۷، طبع قدیمی، کراچی، پاکستان)

سے نکلنے والی بات غلط ہے۔ اِس لیے بغیر کسی جھجک اور بغیر کسی شک وشبہ کے یہ ماننا پڑے گا کہ: ہر دَور میں انبیاء کرام علیہم السلام کی نِیابت کا، وراثت کا، جانشینی کا حق حضراتِ علماء کرام نے اَدا کیا ہے اور کر رہے ہیں اور قیامت کی صبح تک اِنْ شَآءَ اللہ کرتے رہیں گے۔

علم کی خدمت حقیقت میں دین کی ہی خدمت ہے

يَحْمِلُ هٰذَا الْعِلْمَ مِنْ كُلِّ خَلَفٍ عُدُوْلُهٗ [1]

ترجمہ: ہر آئندہ آنے والی جماعت میں اُس کے نیک، ثقہ اور معتمد لوگ (کتاب اور سنّت کے) اِس علم کو حاصل کریں گے۔

علم اور دین ایک ہی چیز ہے، یہ دو (۲) الگ الگ چیزیں نہیں ہیں، حضرت اِمام محمد بن سیرین رحمۃ اللہ علیہ کا قول اِمام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی صحیح کے مقدمہ میں نقل کیا ہے:

اِنَّ هٰذَا الْعِلْمَ دِيْنٌ [2]

ترجمہ: بے شک! یہ علم دین ہے۔

معلوم ہوا کہ: علم اور دین ایک ہی چیز ہے، جو علم کی خدمت کرتا ہے وہ دین کی خدمت کرتا ہے، جو علم کی حفاظت کرتا ہے وہ دین کی حفاظت کرتا ہے، جو علم کی اِشاعت کرتا ہے وہ دین کی اِشاعت کرتا ہے، جو علم کی تبلیغ کرتا ہے وہ دین کی تبلیغ کرتا ہے، جو علم سکھاتا ہے وہ دین سکھاتا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا اِرشاد ہمیں بتلا رہا ہے کہ: اِس علم کو یعنی دین کو ہر آنے والے طبقے میں سے عادل علماء اپنے کندھوں پر اُٹھائیں گے، وہ اِس کی حفاظت بھی کریں گے اور اِس کی اِشاعت بھی۔

دین کی حفاظت اور تبلیغ: علماء کا عظیم کارنامہ

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، یہ علماء کی سب سے پہلی جماعت ہے، تابعین رحمۃ اللہ علیہم دوسری جماعت ہے، تابعین رحمۃ اللہ علیہم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے اِس علم اور دین کی اَمانت کو حاصل کی اور اپنے کندھوں پر لیا، تابعین رحمۃ اللہ علیہم سے تبع تابعین رحمۃ اللہ علیہم نے، تبع تابعین رحمۃ اللہ علیہم سے آگے بعد والے

[1] (مشکوۃ المصابیح، کتاب العلم، ج ۱، ص ۳۶، طبع قدیمی، کراچی، پاکستان) [2] (الصحیح لمسلم، مقدمہ امام مسلم، باب بیان ان الاسناد من الدین، ج ۱، ص ۱۱، طبع یادگار شیخ، کراچی، پاکستان)

طبقے نے، اُس کے بعد پھر بعد والے طبقے نے، اُس کے بعد پھر بعد والے طبقے نے، اُس کے بعد پھر بعد والے طبقے نے، یہ علم اور دین جو طبقہ دَر طبقہ اُمّت میں منتقل ہوتا رہا ہے، ہو رہا ہے اور ہوتا رہے گا، اِس خدمت کا شرف اللہ تعالیٰ نے صرف علم والوں کو عطا کیا ہے، حُفّاظ الفاظ کو یاد کر رہے ہیں، قُرّاء اُس کے صحیح تلفظ کو محفوظ کر رہے ہیں اور علماء اُس کے معانی کی حفاظت کر رہے ہیں، پھر حفاظت کے ساتھ ساتھ اُس کی اِشاعت میں بھی لگے ہوئے ہیں، کامل درجے میں علم اور دین کی حفاظت بھی یہی کر رہے ہیں اور علم اور دین کی اِشاعت بھی یہی کر رہے ہیں۔ اِس لیے کہ جس کے پاس جتنا علم اور جتنا دین ہوگا وہ اُتنی ہی اِشاعت کر سکے گا، میرے پاس اگر پانچ (۵) باتوں کا علم ہے تو میں پانچ (۵) باتوں کو آگے پہنچا سکوں گا، دس (۱۰) باتوں کا علم ہے تو دس (۱۰) باتوں کو، بیس (۲۰) باتوں کا علم ہے تو بیس (۲۰) باتوں کو، چوں کہ پوری شریعت کا علم صرف علماء کے پاس ہے تو پوری شریعت کو آگے دوسروں تک پہنچانے کا کام بھی وہی کر سکیں گے اور **اَلْحَمْدُ لِلّٰہ!** علماء کرام نے یہ ذمہ داری اَدا کی ہے، اِس لیے کہ وراثتِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اِنہی کا حصہ ہے، اگر اُنہوں نے یہ کام نہ کیا ہوتا تو دُنیا میں آج علم کیسے باقی رہتا؟ دین کیسے باقی رہتا؟ پوری شریعت کیسے باقی رہتی؟

علماء میں دو (۲) کاموں کی بجھنے والی پیاس

اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ وَ عَمَّ نَوَالُہٗ نے علماء کو انبیاء کرام علیہم السلام کا وارث بنا کر اُن میں دو (۲) کاموں کی نہ بجھنے والی پیاس پیدا کی:

① علم کو حاصل کرنے کی پیاس۔ ② آگے پہنچانے کی پیاس۔

یعنی یہ جذبہ کہ جو ہم سے بڑے ہیں اُن سے ہم علم لیں اور جو ہم سے چھوٹے ہیں، ہمارے بعد والے ہیں، اُنہیں ہم علم دیں۔ اِن حضرات نے علم اور دین کو لینے اور دینے کے ایسے ریکارڈ (record) قائم کیے کہ: یہ نہیں کہ صرف اِس اُمت کا کوئی دوسرا طبقہ بل کہ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر آج تک کسی بھی اُمّت کا کوئی طبقہ اُن کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔

کاش کہ! ہم علماء کے کارنامے اور اُن کی قربانیوں اور محنتوں کے اَحوال پڑھتے، سنتے اور سناتے! ہمیں حضراتِ علماءِ کرام کی چودہ سو (۱۴۰۰) سال کی تاریخ تو کیا معلوم ہوتی ؟!! ہمیں اُس کی ایک جھلک بھی معلوم نہیں ہے، ایک ایک عالم کی ایک ایک دن کی کارگزار ہماری پوری زندگی کی کارگزاری سے زیادہ اَعلیٰ اور فائِق ہے۔

علماءِ کرام محنت نہ کرتے تو ہم دین پر عمل نہ کرسکتے

میرے بھائیو! اپنے گھروں میں آرام سے بیٹھ کر یہ کہہ دینا بہت آسان ہے کہ: علماء نے کیا کِیا؟ اگر علماء کی محنت نہ ہوتی تو آج ہم "لُوساکا" کی اِس جامع مسجد میں بیٹھے ہوئے نہ ہوتے، علماء کی محنت اگر نہ ہوتی تو ہمیں جائز اور ناجائز کے مسائل بتانے والا کوئی نہ ہوتا، ہم وضو کرسکتے نہ غسل۔ مجھے بتاؤ کہ: علماء کی جماعت کو چھوڑ کر اور کون ہے جو آپ کو بتلائے کہ کن چیزوں سے وضو ٹوٹ جاتا ہے اور کن چیزوں سے غسل ضروری ہوجاتا ہے ؟!! تجارت میں کیا جائز ہے اور کیا ناجائز؟ کون سا مال حلال ہے اور کون سا حرام؟ کون سا معاملہ (transaction) جائز ہے اور کون سا ناجائز؟ علماء کی محنت نہ ہوتی تو ہم اور آپ بل کہ پوری دُنیا آج قرآنِ مجید کی تلاوت بھی نہ کرسکتی۔

علماء کا پوری اُمّت پر اِحسان

میرے بھائیو! علماء کے اِحسان تلے پوری اُمّت دبی ہوئی ہے، علماء نے دین کی حفاظت اور اُس کی تبلیغ کے لیے بہت محنت کی ہے، کر رہے ہیں اور قیامت تک اِنْ شَآءَ اللہ کرتے رہیں گے۔ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے یہ پیشن گوئی فرمائی ہے:

لَا يَزَالُ طَآئِفَةٌ مِّنْ اُمَّتِيْ ظَاهِرِيْنَ
حَتّٰى يَأْتِيَهُمْ اَمْرُ اللهِ وَهُمْ ظَاهِرُوْنَ۔[1]

تَرجَمہ: میری اُمّت میں سے علماء کی ایک جماعت برابر غالب رہے گی یہاں تک کے اِسی غلبے کے ساتھ اُن کے پاس قیامت آجائے۔

---

[1] (صحیح البخاری، کتاب الاعتصام بالکتاب والسنۃ، باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم لا یزال طائفۃ من امتی ظاھرین، ج ۲، ص ۱۰۸۷، طبع یادگار شیخ، کراچی، پاکستان)

اِس لیے میری سب سے پہلی درخواست آپ سب حضرات سے یہ ہے کہ: اپنے دلوں میں علم کی، اہلِ علم کی اور مدارس و مکاتب کی قدر پیدا کرو۔ تسلیم کرو اِس بات کو کہ: علماء کی چودہ سو (۱۴۰۰) سال کی محنت نہ ہوتی تو دین کی شکل بگڑ چکی ہوتی اور آج ہم شاید مسلمان نہ ہوتے اور یہ مبالغہ (exaggeration) نہیں ہے۔ ہوسکتا ہے آپ کو مبالغہ معلوم ہو اِس لیے کہ: آپ علماء کی تاریخ سے ناواقف ہیں اور قاعدہ ہے کہ:

اَلنَّاسُ أَعْدَآءٌ لِمَا جَهِلُوْا[1]

تَرْجَمَہ: لوگ اُس چیز کے دُشمن ہوتے ہیں جس سے وہ ناواقف ہوتے ہیں۔

ہم بھی چوں کہ واقف نہیں ہیں کہ: ہمارے علماء نے علم اور دین کی حفاظت کے لیے کیا کیا قربانیاں دی ہیں؟!! کس طرح رات و دن اور خون و پسینے کو ایک کیا ہے؟!! اُس لیے ہمیں اِس طرح کی بات مبالغہ آرائی معلوم ہوتی ہے۔

علماء کی دو (۲) عظیم خدمات

چودہ سو (۱۴۰۰) سال کی مدّت میں اُمّت پر کچھ کم فتنے نہیں آئے، علماء کو چھوڑ کر اُن فتنوں کا مقابلہ کس نے کیا؟ آپ تاریخ اُٹھا کر دیکھیں گے تو صرف علماء کی جماعت نظر آئے گی، دُنیا کے کسی بھی خطے میں جب بھی کسی فتنے نے سر اُٹھایا تو عقیدے کی حفاظت کے لیے، دین کی حفاظت کے لیے اور اُمّت کی حفاظت کے لیے چودہ سو (۱۴۰۰) سال کی تاریخ میں آپ کو علماء کی جماعت کے علاوہ دوسری کوئی جماعت نظر نہیں آئے گی۔ دو کام صرف علماء نے اِنجام دیئے ہیں:

① اُمّت کو فتنہ سے بچانا۔ ② دین اور علم کو امت تک پہنچانا۔

علماء کے سوا دوسرا کوئی طبقہ ایسا نہیں ہے جس کے پاس پوری شریعت کا علم ہو۔ جب یہ بات ہے تو دین کسی اور کے ذریعے دوسرں تک کیسے پہنچے گا؟ اپنے محدود علم کی حد تک یہ دعویٰ کروں تو اِنْ شَآءَ اللہ غلط نہ ہوگا کہ: یہ دو (۲) کام صرف علماء نے اَنجام دیئے ہیں، باقی لوگ علماء کے توجہ دلانے پر مُعاوِن بن کر شریک ہوجاتے ہیں، لیکن ہر موقع پر بنیادی کردار علماء ہی کا نظر آئے گا۔

---

[1] (حلیۃ الاولیاء وطبقات الاصفیاء، ذکر طوائف من جماہیر النساک والعباد، یوسف الرازی، ج۱۰، ص ۲۴۲، طبع دار الکتاب العربی، بیروت)

علماء کا دین کی خدمت میں اِنہماک اور اِمام مسلم رحمۃ اللہ علیہ کا قابلِ رشک واقعہ

میرے بھائیو! علماء کی بڑی خدمات ہیں، یہ حضرات ہماری طرح نہیں کہ: ذہن میں دین کے بارے میں کوئی سوال پیدا ہوا، حل کیا یا نہ کیا، کوئی فرق نہیں پڑتا۔ اِن حضرات کے سامنے علم کے بارے میں، دین کے بارے میں جب کوئی سوال آتا تھا تو دُنْیَا وَ مَافِیْهَا سے بے خبر ہو کر اُس کے پیچھے پڑ جاتے تھے۔

اِمام مسلم رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے ایک حدیث کے بارے میں سوال کیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے لاعلمی کا اِظہار کیا اور فوراً گھر جا کر مطالعہ میں مشغول ہو گئے اور اُس حدیث کو تلاش کرنے لگ گئے۔ ایسے منہمک ہوئے کہ: دُنْیَا وَ مَافِیْهَا سے بے خبر ہو گئے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں کھجوروں کی ایک ٹوکری پیش کی گئی، آپ رحمۃ اللہ علیہ حدیث بھی تلاش کرتے رہے اور ساتھ ساتھ کھجوریں بھی کھاتے رہے، یہاں تک کہ حدیث بھی مل گئی اور کھجوریں بھی ختم ہو گئیں۔ علم میں ایسے منہمک تھے کہ: اِحساس بھی نہیں ہوا کہ کتنی کھجوریں کھا رہے ہیں؟ اور کتنی کھانی چاہیے تھیں؟ اُن کے سوانح نگاروں نے لکھا ہے کہ: کھجوریں مقدار سے زیادہ کھا لیں اور اُسی وجہ سے اُن کی وفات ہو گئی۔[1]

اِمام محمد رحمۃ اللہ علیہ کا اُمّت کی فکر میں راتوں کو جاگنا

اِمام محمد رحمۃ اللہ علیہ رات کا اَکثر حصہ جاگتے تھے، مطالعہ اور دَرس وتدریس میں مشغول رہتے تھے۔ کسی نے کہا کہ: آپ (رحمۃ اللہ علیہ) آرام کیوں نہیں کرتے؟ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ: میں کیسے سو جاؤں؟ جب کہ لوگ رات کو اِس بھروسے پر سو جاتے ہیں کہ: جب ہمیں کوئی مسئلہ پیش آئے گا تو ہم محمد بن حسن کے پاس چلے جائیں گے، وہ ہماری رہنمائی کریں گے۔ اب اگر میں بھی سو جاؤں اور علم کا مطالعہ نہ کروں تو دِین کے ضائع ہونے کا خطرہ ہے۔[2]

میرے بھائیو! ہمارے لیے یہ کہنا بہت آسان ہے کہ: علماء نے کیا کِیا ہے؟ علماء کیا کر

---

[1] (تھذیب التھذیب از علامہ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ، حرف میم، من اسمہ مسلم، مسلم بن حجاج، ج ۴، ص ۶۷، طبع موسسۃ الرسالۃ، بیروت)

[2] (مناقب ابی حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ از امام کردری، الباب الثالث فی ذکر الامام محمد بن حسن، الفصل الثانی، ج ۲، ۴۳۵۔۴۳۶، طبع دار الکتاب العربی، بیروت)

رہے ہیں؟ ایسا سوال کرنے والوں کو کسی ایسے عالم کے ساتھ ایک ہفتہ گزارنا چاہیے جس نے اپنے آپ کو علم اور دِین کی خدمت کے لیے وقف کر رکھا ہے۔

اِمام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کا علم اور عمل میں مثالی اِہتمام

حضرت اِمام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ: میں نے حضرت اِمام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی دَرس گاہ میں داخلہ لیا اور اُنتیس (۲۹) سال آپ رحمۃ اللہ علیہ کے دَرس میں آتا جاتا رہا۔ اِس پوری مدّت میں ایک دن ایسا نہیں گزرا کہ: میں نے فجر کی نماز اِمام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی مسجد میں نہ پڑھی ہو۔[1]

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے یہ اِہتمام کیا تاکہ علم کا کوئی حصہ نہ چھوٹے، ہوسکتا ہے کہ: نماز کے فوراً بعد اِمام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کوئی مسئلہ بیان کریں اور وہ چھوٹ جائے۔ اَللّٰہُ اَکْبَر! کیا اِہتمام تھا علم کو حاصل کرنے کا!

حضرت اِمام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ: سترہ (۱۷) سال ایسے گزرے کہ میں اِمام صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے بالکل الگ نہیں ہوا حتّٰی کہ عیدین کے موقع پر بھی۔ صرف بیماری کی شدّت مجھے وقتی طور پر الگ کرتی تھی۔[2]

حضرت اِمام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ: ایک دن میں بیٹھا ہوا تھا اِمام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے دَرس میں۔ کسی نے مجھے اِطلاع دی کہ: تمہارے بیٹے کا اِنتقال ہوگیا ہے۔

عجیب کشمکش میں مبتلا ہوگئے ہوں گے، سوچا ہوگا کہ: اگر اُٹھتا ہوں تو دَرس جاتا ہے اور اگر کہتا ہوں کہ: اِنتظار کرو تو سنّت کے خلاف۔ دیکھ لیا آپ نے؟ علم اور عمل دونوں کا کس قدر اِہتمام تھا۔ آج ہمارے یہاں "لُوساکا" میں جنازہ ہو جاتا ہے تو کہا جاتا ہے کہ: جنازے کو رُوکو! اِس لیے کہ "انڈیا" سے، "دُبئی" سے بیٹا آرہا ہے، خلافِ سنّت عمل کرنے سے قبر میں مرحوم کا بیڑا پار ہو جائے گا؟ قبر میں بیڑا پار ہوگا اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقے کے مطابق عمل کرنے سے۔ عجیب بات ہے کہ!! ماں باپ جب زندہ ہوتے ہیں تب قدر نہیں کرتے اور مَرنے کے بعد لاش کی قدر کرنے کے لیے "دُبئی" سے آرہا ہے۔

---

[1] (حسن التقاضی فی سیرۃ الامام ابو یوسف القاضی، بعض شیوخ ابی یوسف فی الفقہ والحدیث، ص ۷، طبع ایچ ایم سعید، کراچی، پاکستان)

[2] (حسن التقاضی فی سیرۃ الامام ابو یوسف القاضی، بعض شیوخ ابی یوسف فی الفقہ والحدیث، ص ۷، طبع ایچ ایم سعید، کراچی، پاکستان)

اِمام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ نے سوچا ہوگا کہ: دَرس سے فارغ ہونے تک اِنتظار کرنا سنّت کے خلاف ہے اور اگر ابھی اُٹھ کر جاتا ہوں تو میرا سبق جاتا ہے۔ کہا کہ: غسل دو، کفن پہناؤ اور دفن کردو میں سبق سے فارغ ہونے کے بعد گھر آرہا ہوں۔[1]

ایک شیطانی خیال

علماء نے کچھ کم محنتیں نہیں کی ہیں۔ میرے بھائیو! ہمیں مسلمان رکھنے کے لیے، ہمارے اَندر دِین باقی رکھنے کے لیے علماء نے بہت قربانیاں دی ہیں۔ یہ بات ذہن سے نکالو کہ: علماء نے کچھ نہیں کیا یا علماء کچھ نہیں کررہے ہیں، یہ شیطانی خیال ہے۔ انشورنس (insurance) کے مسائل آپ کو کون بتلاتا ہے؟ خرید وفروخت کے مسائل آپ کو کون بتلاتا ہے؟ آپ کو جب بھی کوئی مسئلہ پیش آتا ہے تو آپ کس کے پاس جاتے ہیں؟ علماء کے بغیر آپ دِین پر کیسے چل رہے ہیں؟ بغیر علماء کی رہنمائی کے دِین پر عمل کرنا کسی طرح ممکن نہیں ہے۔

ایک عالم کا اللہ کے راستے میں پینتالیس (۴۵) سال کا سفر

اِمام ابن مَنْدَہْ رحمۃ اللہ علیہ بہت بڑے محدث گزرے ہیں۔ بیس (۲۰) سال تک اُنہوں نے اپنے وطن میں رِہ کر علم حاصل کیا۔ جب اِطمینان ہوگیا کہ: یہاں جو کچھ تھا میں حاصل کر چکا ہوں تو سفر شروع کیا۔ اُس وقت بیس (۲۰) سال کی عمر تھی، جب واپس لوٹے تو پینسٹھ (۶۵) سال کی عمر ہوچکی تھی۔[2]

آج ہم مدرسوں میں جاتے ہیں چھ (۶) سال، دس (۱۰) سال کے لیے۔ جماعت میں جاتے ہیں چالیس (۴۰) دن اور چار (۴) مہینے کے لیے، بہت بہت تو علماء ایک سال کے لیے۔ مگر ابن مَنْدَہ رحمۃ اللہ علیہ پینتالیس (۴۵) سال تک اللہ کی راہ میں علم حاصل کرتے رہے، پینالیس (۴۵) سال تک نہ باپ کو معلوم کہ: بیٹا کیا کررہا ہے؟ نہ ماں کو، نہ بھائی کو معلوم کہ: بھائی کیا کررہا ہے؟ نہ بہن کو، نہ چچا کو معلوم کہ: بھتیجا کیا کررہا ہے؟ نہ خالہ کو معلوم کہ: بھانجا کیا کررہا ہے؟ ابن مندہ رحمۃ اللہ علیہ کو بھی معلوم نہیں کہ: میرے خاندان کے کتنے لوگ زندہ ہیں؟

---

[1] (حسن التقاضی فی سیرۃ الامام ابویوسف القاضی، اتصال ابی یوسف بمجلس ابی حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ، ص۹، طبع ایچ ایم سعید، کراچی، پاکستان)

[2] (صفحات من صبر العلماء علی شدائد العلم والتحصیل، ارتحال الحافظ ابن مندہ رحمۃ اللہ علیہ، ص۶۵، طبع المکتبۃ المعروفیہ، کوئٹہ، پاکستان)

اور کتنے لوگ دُنیا سے رُخصت ہو چکے ہیں؟ سفر کرتے رہے اور اَحادیث لکھتے رہے۔ علامہ ابن مندہ رحمۃ اللہ علیہ نے اگر یہ قربانی نہ دی ہوتی تو آج ہم اور آپ شاید مسلمان نہ ہوتے۔

اُن کے سوانح نگاروں نے لکھا ہے کہ: جب واپس آئے ہیں تو ایک اُونٹنی پر خود سوار تھے اور پیچھے چالیس (۴۰) اُونٹنیاں علم کی کتابوں سے لدی ہوئیں تھیں۔ (1)

کیا اب بھی آپ یہ کہیں گے کہ: علماء نے کیا کِیا ہے؟ پینتالیس (۴۵) سال کے بعد واپس لوٹ رہے ہیں اور مال ومتاع کچھ نہیں، ایک پیسہ نہیں، علم ہی علم ہے۔ ابن مُنْدَہ! آپ کو سلام، اللہ تعالیٰ آپ کی قبر پر کروڑوں رحمتیں نازل فرمائیں، اگر آپ نے یہ جدوجہد نہ کی ہوتی تو ہم کلمہ نہ پڑھ سکتے، ہم حدیث کا نام نہ لے سکتے، ہم اپنے محبوب آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرامین سے اپنے سینے کو منوّر نہ کر سکتے، اللہ تعالیٰ پوری اُمّت کی طرف سے آپ کو جزائے خیر دیں۔ (آمین)

اِمام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا گھاس کھا کر گزارہ کرنا

اِمام بخاری رحمۃ اللہ علیہ سولہ (۱۶) سال کی عمر میں حصولِ علم کے لیے اپنے وطن سے نکلے۔ (2)

جس جگہ کے بارے میں پتا چلا کہ: وہاں مُحَدِّث ہیں، چلے گئے۔ مکہ مکرمہ، مدینہ منوّرہ، بغداد، کوفہ، بصرہ، شام مصر، نیشاپور، غرض تمام بِلادِ اِسلامیہ کا سفر کیا۔ (3)

کتنے اَساتذہ سے علم حاصل کیا؟ ایک ہزار اسّی (۱۰۸۰) محدثین کے پاس جا کر اُنہوں نے حدیث کا ذخیرہ جمع کیا۔ (4)

اِمام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے کاتب محمد بن اَبی حَاتِم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ: میں نے اِمام بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے سنا کہ: طلبِ علم کے دَوران میرے اُوپر ایسا وقت بھی آیا کہ: گھر سے پیسے پہنچنے میں تاخیر ہوگئی۔ اُس زمانے کے طلباء میں علم کے ساتھ عمل بھی ہوتا تھا، مُسْتَغْنِی ہوتے تھے، کسی

---

(1) (تذکرۃ الحفاظ للذھبی رحمہ اللہ، الطبقۃ الثالثۃ عشرۃ، ابن مندہ ابوعبداللہ الاصبھانی رحمہ اللہ، ج ۳، ص ۱۰۳۲، طبع دار الکتب العلمیہ، بیروت)

(2) (سیر اعلام النبلاء، الطبقۃ الرابعۃ عشرۃ، ابوعبداللہ البخاری محمد بن اسماعیل بن ابراہیم رحمہ اللہ، ج ۱۲، ص ۳۹۳ طبع موسسۃ الرسالۃ، بیروت)

(3) (سیر اعلام النبلاء، الطبقۃ الرابعۃ عشرۃ، ابوعبداللہ البخاری محمد بن اسماعیل بن ابراہیم رحمہ اللہ، ج ۱۲، ص ۳۹۴۔۳۹۵ طبع موسسۃ الرسالۃ، بیروت)

(4) (سیر اعلام النبلاء، الطبقۃ الرابعۃ عشرۃ، ابوعبداللہ البخاری محمد بن اسماعیل بن ابراہیم رحمہ اللہ، ج ۱۲، ص ۳۹۵ طبع موسسۃ الرسالۃ، بیروت)

کے سامنے ہاتھ پھیلانا طبیعت کے خلاف ہوتا تھا۔ تو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ: خرچ جب نہیں پہنچا تو میں دُو (۲) دن تک بھوکا رہا اور میں نے گھاس کھا کر گزارہ کیا۔[1]

ایک محدث کی حیرت انگیز قربانی

ایک محدث علم کی طلب میں، حدیث کی طلب میں جنگل بیابان میں بھٹک گئے، پانی نہ ملا تو اپنا خود کا پیشاب پینے پر مجبور ہو گئے اور یہ بات اپنے شاگردوں کے سامنے بعد میں اُنہوں نے خود بیان کی کہ: یہ علم جو میں تمہیں دے رہا ہوں یہ بڑی محنتوں سے حاصل کیا ہے، اِس علم کے حصول کے لیے جنگل بیابان میں بھٹک گیا تھا اور جب پیاس نے نڈھال کر دیا تو جان بچانے کے لیے خود اپنے پیشاب کو پینے پر مجبور ہو گیا۔[2]

شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا چھ (۶) ماہ مدرسے سے باہر نہ نکلنا

میرے بھائیو! علم اور دین کے لیے قربانی دینے والے علماء ہر دَور میں رہے ہیں، اُنہوں نے علم اور دین کی حفاظت کی خاطر، علم اور دین کو آنے والی نسلوں تک پہنچانے کی خاطر عجیب عجیب قربانیاں پیش کیں۔

حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ: ایک مرتبہ میرے جوتے گم ہو گئے تو چھ (۶) مہینے کے بعد دوسرے خریدے۔[3]

چھ (۶) مہینے کے بعد کیوں؟ اِس لیے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ دین اور علم سیکھنے میں اِتنے مشغول تھے کہ: چھ (۶) مہینے تک مدرسے سے باہر نکلنے کی نوبت ہی نہیں آئی، مدرسہ مسجد سے متصل تھا، مسجد سے مدرسہ اور مدرسے سے مسجد۔

یہ واقعہ میں نے اِس لیے عرض کر دیا کہ: شیطان بعض لوگوں کے ذہنوں میں یہ بات ڈالتا ہے کہ ہم مانتے ہیں کہ پچھلے زمانے کے علماء نے دین کے لیے بہت کچھ کیا ہے، لیکن اِس زمانے کے علماء کیا کر رہے ہیں؟

---

[1] (سیر اعلام النبلاء، الطبقۃ الرابعۃ عشرۃ، ابو عبد اللہ البخاری محمد بن اسماعیل بن ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ، ج ۱۲، ص ۴۴۸ طبع مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت)

[2] (میزان الاعتدال فی نقد الرجال، حرف العین، عبد الرحمن بن یوسف بن خراش الحافظ، ج ۲، ص ۶۰۰ طبع دار احیاء الکتب العربیۃ، بیروت)

[3] (آپ بیتی یعنی یاد ایام از مولانا زکریا صاحب رحمۃ اللہ علیہ، باب پنجم، ج ۱، ص ۲۸۴ طبع دار الاشاعت، کراچی، پاکستان)

میرے بھائیو! ہر دَور میں ایسے علماء رہے ہیں جن کے کارنامے حیرت اَنگیز ہیں، علم اور دین کی حفاظت اور اِشاعت کا ایسا جذبہ سوار تھا کہ: مَرتے مَرتے بھی اُنہیں یہی فکر دامن گیر تھی کہ حاصل شدہ علم شاگردوں کو زیادہ سے زیادہ پہنچادیں۔

اِمام سرخسی رحمۃ اللہ علیہ کا محیّرُ العقول کارنامہ

شمسُ الائمہ اِمام سَرَخْسِی رحمۃ اللہ علیہ سے اُن کے زمانے کے اَمیر کو ناراضگی ہوگئی، خَاقَان اُس کا نام تھا، اُس نے اُنہیں کنویں میں بند کردیا، کنویں میں قید کی سزا ہوئی۔

کتنے سال تک کنویں میں رہے؟ پندرہ (۱۵) سال تک۔ کیوں؟ حق بات بولنے کی وجہ سے۔ یہ حق بات بولنے کا کام بھی صرف علماء نے کیا ہے، چودہ سو (۱۴۰۰) سال کی تاریخ دیکھ لیجیے، صرف علماء کی جماعت ہے جو حُکّام کے سامنے سَمجھوتا (compromise) نہیں کرتی۔

میرے بھائیو! علماء آپ کے سامنے اپنی برادری کے کردار کو بیان نہیں کرتے، اُنہیں حیاء آتی ہے کہ: علماء کی تعریف کہیں اپنی خود کی تعریف نظر نہ آئے۔ مجھے بھی یہ اِحساس رہتا ہے مگر کیا کروں؟ علم اور علماء کی ناقدری کو دیکھ کر مجبور ہوجاتا ہوں اور تھوڑا کچھ بول لیتا ہوں۔

پندرہ (۱۵) سال تک ایک حق بات کہنے کی وجہ سے کنویں میں قید و بند کی مشقت برداشت کی۔ شاگردوں کے ساتھ مشورے کے بعد یہ طے ہوا کہ: دَرس کنویں سے ہوا کرے گا۔ وہاں کتب خانہ وغیرہ کچھ بھی نہیں تھا، کھانا، پینا، سونا سب کچھ کنویں میں۔ کیسی تکلیف کا عالم ہوگا؟ مگر اُس حالت میں بھی ایک ہی چیز ذہن میں تھی کہ: میرے پاس جو علم ہے وہ مَرنے سے پہلے پہلے بعد والوں تک منتقل ہوجائے۔ رُوزانہ طلباء آتے تھے، کنویں کے اِردگرد بیٹھ جاتے تھے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کنویں سے اِملا کرواتے تھے، یہ کتاب جو کنویں کے اَندر سے لکھوائی گئی اور جسے طلباء کنویں کے اِردگرد بیٹھ کر لکھتے رہے۔ اُس کا نام مبسوط ہے، یہ کتاب کتنی جلدوں میں ہے؟ تیس (۳۰) جلدوں میں۔[1]

اَللّٰہُ اَکْبَر! جو شخص کنویں میں بیٹھ کر بغیر کسی کتب خانہ اور مَرَاجع (references)

[1] (معالم ارشادیہ لصناعۃ طالب العلم، الباب الثانی، المعلم الرابع: الحرص علی الوقت وتحصیل العلم، ص ۹۳، طبع دار المنہاج، جدہ)

کے تیس (۳۰) جلدوں پر مشتمل کتاب لکھوا سکتا ہے، اُس کے پاس علم کتنا ہوگا؟!!! اور اُس علم کو حاصل کرنے کے لیے اُس نے کیا کچھ نہیں کیا ہوگا؟

میرے بھائیو! اگر علماء کے بارے میں دلوں میں کوئی بُرا خیال گزرتا رہا ہے تو توبہ کرو اور یٰسٓ شریف پڑھ کر اُن کو ثواب پہنچاؤ تاکہ اُن کی رُوحوں کو سکون پہنچے اور وَبال سے بچ سکو۔ علماء کے ہم پر اِس قدر اِحسانات کے باوجود ہم بجائے اِحسان مند ہونے کے اپنا بہت سارا وقت اُن کی بُرائی میں خرچ کرتے ہیں، یہ بہت بڑا جرم ہے، اِس سے توبہ کرو۔

اِمام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی صرف ایک سوال کے جواب کے لیے حیرت انگیز قربانی

اِمام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے حالات میں لکھا ہے کہ: اِمام مُزنی رحمۃ اللہ علیہ یا اِمام رَبیع رحمۃ اللہ علیہ میں سے ایک نقل کیا ہے کہ: ایک دن اِمام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کسی ستون یا کسی اور چیز کے ساتھ ٹیک لگا کر بیٹھے ہوئے تھے کہ: اُنہوں نے ایک شیخ کو آتے ہوئے دیکھا، اُون کا لباس پہنا ہوا تھا اور ہاتھ میں لاٹھی تھی۔ اِمام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے جب دیکھا کہ: شیخ آرہے ہیں تو کھڑے ہوگئے، کپڑوں کو ٹھیک کیا اور سیدھے ہوکر بیٹھ گئے۔ کیوں؟ اِس لیے کہ یہ حضرات علم اور ادب والے تھے۔ بہر حال وہ شیخ آئے، عَلَیک سَلَیک ہوئی، وہ بھی بیٹھ گئے۔ اِمام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اُن کو دیکھتے رہے، تھوڑی دیر کے بعد شیخ نے کہا کہ: کیا میں سوال کرسکتا ہوں؟ اِمام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ: جی ہاں! شیخ نے کہا کہ: جو مسائل آپ بیان کرتے ہیں، اُن کے لیے آپ کے پاس کیا دلیل ہوتی ہے؟ اِمام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ: کِتَابُ اللهِ۔ اللہ تعالیٰ کی کتاب۔ میں مسئلہ بیان کرتا ہوں تو قرآن سے دلیل پکڑتا ہوں۔ شیخ نے کہا کہ: اللہ تعالیٰ کی کتاب کے علاوہ اور کیا ہے؟ اِمام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ: سُنَّةُ رَسُولِ اللهِ ﷺ۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی سنّت۔ شیخ نے کہا کہ: اِن دُو (۲) چیزوں کے علاوہ اور کیا ہے؟ اِمام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ: اِتِّفَاقُ الْاُمَّةِ۔ اجماعِ اُمّت۔

علماء سمجھتے ہیں کہ: شریعتِ مطہرہ کے مسائل کا اِستِخرَاج چار (۴) اُصولوں سے ہوتا ہے:

① کتابُ اللہ۔ ② سنّتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم۔ ③ اجماعِ اُمّت۔ ④ قیاس۔

میں اِس کی تفصیل میں جانا نہیں چاہتا، میں اِس وقت اِس قصے سے ایک بات بتلانا چاہتا ہوں کہ: علماء نے علم کے پیچھے کتنی محنت کی ہے؟ خیر! تو شیخ نے کہا کہ: اِجماعِ اُمّت آپ کے نزدیک مسائل کا اِستنباط کرنے کے لیے ایک اُصول ہے، اِس کی آپ کے پاس کوئی دلیل ہے؟ اِمام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ: ہاں! دلیل ہے اور وہ کتاب اللہ میں ہے۔ شیخ نے کہا کہ: کتابُ اللہ میں کون سی آیت؟

اِس سوال پر اِمام شافعی رحمۃ اللہ علیہ خاموش ہوگئے اور غور وفکر کرنے لگے۔ ایسا معلوم ہو رہا تھا کہ: اِمام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کو وہ دلیل معلوم تھی لیکن اِس وقت ذہن سے اُوجھل ہوگئی تھی۔ بالآخر شیخ نے کہا کہ: میں آپ کو تین (۳) دن کی مہلت دیتا ہوں، میں تین (۳) دن کے بعد دوبارہ آؤں گا، اُس وقت یا تو اِس سوال کا جواب دیجیے یا پھر اللہ تعالیٰ سے توبہ کیجیے۔

قصے کے راوی کہتے ہیں کہ: اِمام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے چہرے کا رنگ بدل گیا، آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنے گھر میں تشریف لے گئے اور تین (۳) دن تک باہر نہیں نکلے۔

میں نے ابھی آپ حضرات کو بتلایا کہ: یہ حضرات دُنیا و مافیہا سے بے خبر ہو جاتے تھے۔ ظہر اور عصر کے درمیان کا وقت تھا، گھر میں چلے گئے اور تین (۳) دن کے بعد اُسی وقت یعنی ظہر اور عصر کے درمیان نکلے اور حال یہ تھا کہ: آپ رحمۃ اللہ علیہ کا پورا بدن سُوج چکا تھا، چہرا ہاتھ، پیر اور بدن کے ہر عضو پر ورم تھا۔ ایسا لگ رہا تھا کہ: آپ رحمۃ اللہ علیہ ایک مدّت سے بیمار ہیں، صرف تین (۳) دن میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کی یہ حالت ہوگئی، آپ رحمۃ اللہ علیہ اَبھی گھر سے نکل کر بیٹھے ہی تھے کہ: وہ بزرگ بھی پہنچے اور سلام کر کے بیٹھ گئے اور اِجماعِ اُمّت پر دلیل مانگی؟ اِمام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ○

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

وَ مَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَ يَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَ نُصْلِهٖ جَهَنَّمَ وَ سَآءَتْ مَصِيْرًا ○[1]

---

[1] (سُوْرَةُ النِّسَآء: ۱۱۵)

ترجمہ: اور جو شخص اپنے سامنے ہدایت واضح ہونے کے بعد بھی رسول کی مخالفت کرے اور مؤمنوں کے راستے کے سوا کسی اور راستے کی پیروی کرے اُس کو ہم اُسی راہ کے حوالے کردیں گے جو اُس نے خود اپنائی ہے اور اُسے دوزخ میں جھونکیں گے اور وہ بہت برا ٹھکانہ ہے۔(1)

یہ علمی بات ہے، میں اُس میں جانا نہیں چاہتا۔ شیخ مطمئن ہوگئے، تصدیق کی اور چلے گئے۔ اُن کے جانے کے بعد اِمام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ: اُس دن گھر میں داخل ہونے کے بعد قرآن کی تلاوت میں مشغول ہوگیا، روزانہ تین (۳) مرتبہ قرآنِ مجید کو مکمل کیا۔(2)

اَللّٰہُ اَکْبَر! آپ رحمۃ اللہ علیہ دلیل تلاش کر رہے تھے، ظاہر ہے کہ! ہر مرتبہ اِس آیت پر سے گزر ہوا ہوگا، مگر جواب کی طرف ذہن منتقل نہیں ہوا اِس لیے برابر پڑھتے رہے، پورا قرآن نو (۹) مرتبہ پڑھا، جب جواب کی طرف ذہن منتقل ہوا کہ: یہ آیت دلیل ہے تب سکون ہوا۔

صرف ایک سوال کے جواب کے لیے وہ اپنے آپ کو کیسے مشقت میں ڈالتے تھے؟ اَصل بات یہ ہے کہ: اُن حضرات کا اُوڑھنا بچھونا سب کچھ علم اور دین کی خدمت ہی تھا، ذہن میں ہر وقت یہی سوال گردش کرتا تھا کہ: کون سی چیز اللہ کو راضی کرنے والی ہے اور کون سی ناراض کرنے والی؟ کون سی چیز جائز ہے اور کون سی ناجائز؟

میرے بھائیو! یہ سب کچھ اُنہوں نے میرے لیے اور آپ کے لیے کیا، اگر یہ حضرات محنت نہ کرتے تو آج ہمارے لیے دین پر چلنا ممکن نہ ہوتا۔

بھوکے شیر کے سامنے بھی علم اور دین کی فکر

ایک بہت بڑے بزرگ گزرے ہیں ابوالحسن بُنَانُ الزَّاھِدْ رحمۃ اللہ علیہ، آپ کے زمانے میں اَحمد بن طُولُوْن حکمران تھا، بڑا ظالم اور جابر، اُس کے ظلم کی وجہ سے جن لوگوں کو موت کے گھاٹ اُتارا دیا گیا، اُن کی تعداد اَٹھارہ ہزار (۱۸۰۰۰) ہے۔(3)

ابوالحسن بُنَانُ الزَّاھد رحمۃ اللہ علیہ نے ابن طُولُوْن کو حق بات کہی۔ جیسے میں نے پہلے کہا کہ:

(1) (آسان ترجمہ قرآن از مفتی محمد تقی عثمانی صاحب ﷾، سورۃ النساء، رقم الآیۃ ۱۱۵، ص ۲۰۷، طبع معارف القرآن، کراچی، پاکستان)

(2) (سیر اعلام النبلاء، الطبقۃ العاشرۃ، الامام الشافعی محمد بن ادریس بن عباس، ج ۱۰، ص ۸۳۔۸۴، طبع موسسۃ الرسالۃ، بیروت)

(3) (شذرات الذھب فی اخبار من الذھب، سنۃ سبعین ومائتین، ج ۲، ص ۱۵۷، طبع دار الافاق الابدیہ، بیروت)

یہ حق بات کہنے کا کام علماء ہی کرتے ہیں، ناراض ہو کر غضب ناک ہو گیا۔ حکم دیا کہ: ابوالحسن کو شیر کی غذا بنا دو! کارندوں نے شیخ کو میدان (arena) میں لا کر بٹھا دیا۔

شیر کو پنجرے میں لایا گیا۔ لوگ جمع ہو گئے، وہ محفوظ جگہ سے پورا تماشہ دیکھ رہے تھے۔ پنجرے کا دروازہ کھولا گیا، شیر دھاڑیں مارتا ہوا میدان (arena) میں داخل ہوا۔ چاروں طرف خوف کا ماحول تھا، نظر آرہا تھا کہ: شیخ چند لمحوں کے مہمان ہیں، مگر شیخ اپنی نظریں زمین کی طرف کئے ہوئے اِطمینان سے بیٹھے ہوئے تھے، نہ گھبراہٹ، نہ خوف۔ شیر دُوڑتا ہوا آگے بڑھا اور ابھی شیخ کے قریب پہنچا ہی تھا کہ: اَچانک رُکا اور زمین پر بیٹھ گیا، تھوڑی دیر کے بعد اُٹھا اور آہستہ آہستہ شیخ کی طرف آگے بڑھنے لگا، قریب پہنچ کر شیخ کو دیکھنے اور سونگھنے لگا جیسا کے ایک مانوس کتا اپنے مالک کے ساتھ کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والے اِنسان سے شیر خوف زدہ ہو گیا، اُدھر شیخ اُسی طرح نظریں جھکا کر خاموش بیٹھے ہیں اور چہرے سے پتا چل رہا تھا کہ: آپ کسی چیز کے بارے میں سوچ رہے ہیں۔ اَحمد بن طولون نے دیکھا کہ: یہ تو اللہ تعالیٰ کا برگزیدہ بندہ ہے، اِس سے دُشمنی مول لینا اپنے آپ کو بڑے خطرے میں ڈالنا ہے۔ قصہ ختم ہو گیا۔

لوگ شیخ کی خاموشی کے بارے میں بحث کرنے لگے، جس کے ذہن میں جو بات آئی وہ کہی۔ اَحمد بن طولون نے بھی شیخ سے پوچھا کہ: بیٹھے بیٹھے شیر کے سامنے آپ کیا سوچ رہے تھے؟ شیخ نے فرمایا کہ: مجھے اللہ تعالیٰ پر پورا بھروسہ تھا کہ: وہ مجھے ضرور بچا لے گا، اِس لیے جب شیر قریب آیا تو اِس بات پر غور کرنا پڑا کہ: آیا شیر کا لُعاب، شیر کا تھوک پاک ہے یا نہیں؟ [1]

اَللّٰہُ اَکْبَر! شیر کے منہ میں ہوتے ہوئے بھی ایک شرعی مسئلے میں غور کر رہے ہیں۔

میرے بھائیو! اِن علماء کو سلام، اِن علماء پر اللہ تعالیٰ کروڑوں رحمتیں نازل فرمائیں اور ہمارا اور آپ کا حشر اِن علماء کے ساتھ فرمائیں۔ اگر آخرت کی کامیابی چاہتے ہو تو یہ دُعا کرو کہ: اے اللہ! اِن کے ساتھ ہمارا حشر فرما اِس لیے کہ قیامت کے دن یہ حضرات بہت اُونچے مقام پر ہوں گے۔ (آمین)

---

[1] (حلیۃ الاولیاء وطبقات الاصفیاء، ذکر طوائف من جماہیر النساک والعباد، بنان البغدادی، ج ۱۰، ص ۳۲۴، طبع دار الکتاب العربی، بیروت)

حدیث کی خدمت کی وجہ سے محدث ابوزرعہ رحمۃ اللہ علیہ کا آخرت میں مقام

محدث ابوزُرعہ الرَّازی رحمۃ اللہ علیہ کا اِنتقال ہوا، کسی نے اُن کو خواب میں دیکھا کہ: فرشتوں کو پہلے آسمان میں نماز پڑھا رہے ہیں۔ پوچھا کہ: یہ مقام آپ کو کیسے ملا؟ ابوزرعہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ: اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:

مَنْ صَلّٰى عَلَيَّ صَلَاةً صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ بِهَا عَشْرًا [1]

تَرجَمَہ: جو مجھ پر ایک (۱) مرتبہ درود بھیجتا ہے، اللہ تعالیٰ اُس پر دس (۱۰) رحمتیں نازل فرماتے ہیں۔

میں نے اپنے اِس ہاتھ سے دس لاکھ (۱۰۰۰۰۰۰) حدیثیں لکھیں اور ہر حدیث پر دُرودِ پاک پڑھا۔[2] ظاہر ہے کہ! جس پر ایک کروڑ رحمتیں نازل ہوں اُسے یہ مقام نہیں تو اور کیا ملے گا؟

میرے بھائیو! یہ وہ لوگ ہیں جو اپنے خیمے صدیوں پہلے جنّت میں گاڑ چکے ہیں، اِن کے خلاف زبان گندی کر کے اپنے آپ کو جنّت سے محروم نہیں کرنا چاہیے۔

میرے بھائیو! زبان کی حفاظ کرو، اُن کا کچھ نہیں جائے گا مگر ہمارا بہت بڑا نقصان ہوگا۔

یعقوب بن سفیان رحمۃ اللہ علیہ کی قربانی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی توجہ

اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نظر میں علم کی خدمت کرنے والے حضرات کا مقام کتنا اُونچا ہے اِس کا ہم اَندازہ نہیں لگا سکتے۔

ایک محدث یعقوب بن سفیان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ: میں طلبِ عِلم میں تیس (۳۰) سال سفر میں رہا۔ میرے اُوپر ایک مرتبہ ایسا وقت آیا کہ کھانے، پینے وغیرہ کے لیے کچھ نہیں تھا، پیسے بھی نہیں تھے، مجھے مجبوراً کِتابت کا کام اِختیار کرنا پڑا، اب ایک طرف طلبِ علم اور دوسری طرف لکھنے کا کام جس کے بدلے کچھ پیسے مل جاتے تھے، جس سے میں اپنا کام چلا لیتا تھا، اب پورا دن طلبِ علم میں گزرتا تھا اور پوری رات لکھنے میں۔

---

[1] (الصحیح لمسلم، کتاب الصلوٰۃ، باب استحباب القول مثل قول المؤذن لمن سمعہ، ج ۱ص ۱۶۶، طبع یادگار شیخ، کراچی، پاکستان)

[2] (کنز العمال فی سنن الاقوال والافعال، المقدمہ، ج ۱ص ۱۱، طبع موسسۃ الرسالۃ، بیروت)

ایک رات لکھتے لکھتے اَچانک میری آنکھوں میں پانی اُتر آیا اور بینائی چلی گئی، میں پھوٹ پھوٹ کر رویا۔ کیس بات پر؟ اِس بات پر کہ: جس مقصد کے لیے نکلا تھا اُس میں اب میں ناکام رہوں گا، اب طلبِ علم نہیں ہو سکے گا، بہت رُویا اور رُوتے رُوتے مجھے نیند آ گئی۔ خواب میں دیکھتا ہوں کہ: اللہ تعالیٰ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے ہیں کہ: یعقوب! تم کیوں رُو رہے ہو؟ میں نے عرض کیا کہ: اے اللہ کے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم)! میں علم کی طلب میں نکلا تھا، میری بینائی چلی گئی، مجھے غم ہو رہا ہے کہ: میرا مقصد فوت ہو گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: میرے قریب آؤ۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میری آنکھوں پر اپنا ہاتھ مبارک پھیرا اور کچھ پڑھ کر دم کیا، جب میں بیدار ہوا تو میری بینائی واپس لوٹ چکی تھی۔ [1]

میرے بھائیو! علمِ نبوّت سے نسبت اِتنی اُونچی چیز ہے کہ: اِس کی وجہ سے اِن حضرات کو تائیدِ غیبی حاصل تھی اور اِن کی طرف عجیب عجیب طریقوں سے اللہ تعالیٰ کی نصرت متوجہ ہوتی تھی۔

چار (۴) طالبِ علموں کی قربانی اور نصرتِ غیبی

محمد نام کے چار (۴) بڑے بڑے اِمام گزرے ہیں:

① محمد بن جَرِیر الطَّبَرِی رحمۃ اللہ علیہ۔ ② محمد بن اسحٰق بِن خُزَیمہ رحمۃ اللہ علیہ۔

③ محمد بن النَّصر المَرْوَزِی رحمۃ اللہ علیہ۔ ④ محمد بن ہارون الرُّوْیَانِی رحمۃ اللہ علیہ۔

چاروں اپنے وقت کے اِمام ہیں۔ اِن کی طالبِ علمی کے زمانے کا ایک عجیب قصہ ہے کہ: چاروں اِتفاق سے مصر میں اِکٹھے ہو گئے، خرچ ختم ہو گیا، بھوک اور فاقوں پر گزارہ ہونے لگا۔ بالآخر صورتِ حال نے شدّت اِختیار کر لی، جب اپنی رہائش گاہ پر رات کو جمع ہوئے تو بھوک کی وجہ سے تڑپ رہے تھے۔ چاروں کا اِس بات پر اِتفاق ہوا کہ: قُرعَہ ڈالتے ہیں اور جس کا قرعہ نکلے اُسے بھیک مانگنے کے لیے جانا پڑے گا۔ قرعہ اَندازی ہوئی اور محمد بن اسحٰق بن خزیمہ رحمۃ اللہ علیہ کے نام کا قرعہ نکلا۔ اُنہوں نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ: آپ حضرات مجھے تھوڑی مہلت دو، میں وضو کر کے دو (۲) رکعت پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے خیر

[1] (تھذیب التھذیب از علامہ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ، حرف الیاء، من اسمہ یعقوب، یعقوب بن سفیان بن جوان، ج ۴، ص ۴۴۲، طبع موسسۃ الرسالۃ، بیروت)

طلب کروں۔ چناں چہ یہ طالبِ علم وضو کر کے نماز میں مشغول ہو گئے۔ دُعا بھی کی ہو گی کہ: اے اللہ! مجھے سوال کی ذلّت سے، کسی کے سامنے ہاتھ پھیلانے سے بچالے۔ طالبِ علم تھے مگر مخلوق کے سامنے ہاتھ پھیلانے کے بجائے اللہ تعالیٰ کے سامنے جھک گئے۔

ابھی تھوڑی ہی دیر گزری تھی کہ: دروازے پر دستک ہوئی، جب دروازہ کھولا تو وَالیِ مصر کا قاصد تھا۔ اُس نے کہا کہ: محمد بن النَضر کون ہیں؟ بتایا گیا کہ: یہ ہیں، اُس نے پچاس (۵۰) دینار سے بھری ہوئی ایک تھیلی نکالی اور اُن کے حوالے کر دی۔ پھر پوچھا: محمد بن جَرِیر کون ہیں؟ جب بتلایا گیا تو اُنہیں بھی ایک ایسی ہی تھیلی دے دی۔ اُس کے بعد محمد بن اسحٰق کے بارے میں پوچھا تو ساتھیوں نے بتلایا کہ: وہ نماز پڑھ رہے ہیں۔ قاصد نے اُنہیں بھی اور محمد بن ہارون کو بھی پچاس، پچاس (۵۰،۵۰) دینار کی ایک ایک تھیلی دی اور اُس کے بعد کہا کہ: اَمیر گزشتہ کل دوپہر قیلولہ کر رہے تھے، خواب میں ایک شخص کو دیکھا جس نے کہا کہ: محمد نام کے چار (۴) طالبِ علم بھوک سے تڑپ رہے ہیں اور تم خوابِ خرگوش میں مشغول ہو؟ اَمیر نے یہ تھیلیاں تمہارے لیے بھیجی ہیں اور قَسم دے کر کہا ہے کہ: جب یہ ختم ہو جائیں تو اپنے میں سے کسی ایک کو بھیج کر اِطلاع دے دینا تاکہ مزید اِمداد کی جائے۔[1]

ایک طالبِ علم کا دَربارِ رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں مقام

حافظ ابن عَسَاکر رحمۃ اللہ علیہ ابوعبداللہ الفَرَاوِی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس حدیث حاصل کرنے کے لیے گئے، ابوعبداللہ الفَرَاوِی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ: ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ نے مجھ سے حدیث پڑھنا شروع کیا۔ حدیث پڑھنے کا اور علم حاصل کرنے کا شَوق اِتنا زیادہ تھا کہ: میں اُن سے صرف تین (۳) دن میں تنگ آ گیا۔

اَللّٰہُ اَکْبَر! یہ طالبِ علم کتنا حریص ہوگا کہ: ایک محدث جنہوں نے اپنے آپ کو اِسی کام کے لیے وقف کر رکھا تھا وہ تنگ آ گئے؟

فرماتے ہیں کہ: میں نے قَسم کھالی کہ آئندہ اِس طالبِ علم کے لیے دروازہ نہیں کھولوں گا۔ صبح کو کسی نے دروازے پر دستک دی، میں نے دروازہ کھولا۔ علیک سلیک کے

---

[1] (طبقات الشافعیۃ الکبری، الطبقۃ الثانیۃ، محمد بن نصر المروزی الامام الجلیل ابوعبداللہ، حکایۃ املاق المحمدین بمصر، ج ۲، ص ۲۳۔ ۲۴، طبع دار المعرفۃ، بیروت)

بعد اُس نے کہا:

اَنَا رَسُوْلُ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ اِلَيْكَ۔

ترجمہ: اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے مجھے تمہارے پاس اپنا قاصد بنا کر بھیجا ہے۔

میں نے کہا: مَرْحَبًا بِكَ۔ آپ کو مرحبا ہو، تشریف لائیے۔ اُس نے کہا کہ: میں نے خواب میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی زیارت کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ: الفراوی کے پاس جاؤ اور اُن سے کہو:

قَدِمَ بَلَدَكُمْ رَجُلٌ شَامِيٌّ اَسْمَرُ اللَّوْنِ يَطْلُبُ حَدِيْثِيْ فَلَا تَمَلَّ مِنْهُ۔

ترجمہ: تمہارے شہر نیشاپور میں ایک شخص آیا ہے شام سے، گندم گوں رنگ والا ہے، وہ صرف میری حدیث کی طلب میں آیا ہے، اِس لیے اُس سے اُکتانا مت۔

ابوعبداللہ الفراوی رحمۃ اللہ علیہ اپنے وقت کے بہت بڑے محدث تھے اور حافظ ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ ابھی چھوٹے تھے اور طالبِ علم تھے، مگر علم کی محبت اور علم کی اَعلیٰ درجے کی طلب کی وجہ سے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بارگاہ میں اُن کا مقام بہت اُونچا تھا۔ محدث الفراوی رحمۃ اللہ علیہ بھی یہ بات سمجھ گئے، اِسی لیے آپ نے یہ معمول بنالیا کہ: ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ جب تک پڑھتے رہتے آپ پڑھاتے رہتے۔ ایک صاحب کہتے ہیں:

فَوَاللهِ مَا كَانَ الْفَرَاوِيُّ يَقُوْمُ حَتّٰى يَقُوْمَ الْحَافِظُ[1]۔

ترجمہ: اللہ کی قسم! اِمام الفراوی رحمۃ اللہ علیہ مجلسِ حدیث سے اُس وقت تک نہیں اُٹھتے تھے جب تک حافظ ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ نہیں اُٹھ جاتے تھے۔

یعنی اِمام الفراوی رحمۃ اللہ علیہ ہر طالبِ علم سے کہتے تھے کہ: وقت پورا ہوگیا، اب چلے جاؤ، مگر ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ جب تک خود نہیں کہتے تھے کہ: بس! اُس وقت تک اِمام الفراوی رحمۃ اللہ علیہ اپنی جگہ سے نہیں اُٹھتے تھے اور پڑھاتے رہتے تھے۔

میرے بھائیو! یہ وہ جماعت ہے جس کی تائید اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے اور دربارِ رسالت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے ہوتی ہے۔

---

[1] (تذکرۃ الحفاظ لذھبی رحمۃ اللہ علیہ، الطبقۃ الثالثۃ عشرۃ، ابن عساکر ابوالقاسم علی الدمشقی رحمۃ اللہ علیہ، ج ۴، ص ۱۳۳۰۔۱۳۳۱، طبع دار الکتب العلمیہ، بیروت)

بعض علماء فرماتے ہیں کہ: جب طلباء اپنے گھروں سے حدیث کی طلب میں نکلتے ہیں تو اُن کے اِس سفر کی برکت سے اللہ تعالیٰ شانہ اِس اُمّت سے بلاؤں کو دُور کر دیتے ہیں۔[1]

علماء اور محدثین آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جماعت ہیں

ابونَصر الواعِظ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ: میں نے خواب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ محمد بن سلیمان الصُّعلُوکی رحمۃ اللہ علیہ کی عیادت کے لیے تشریف لے جارہے ہیں۔

یہ اُس وقت کے اِمام المحدثین تھے۔ ابونصر کہتے ہیں کہ: میں بھی پیچھے پیچھے گیا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ محمد بن سلیمان کے پاس داخل ہوگیا۔ میں اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے بیٹھ گیا، بیٹھے بیٹھے یہ خیال آیا کہ: یہ تو اِمام المحدثین ہیں، بیمار ہیں، اِن کا اگر اِنتقال ہو گیا تو اَندیشہ ہے کہ: دین میں اور خدمتِ حدیث میں خلل واقع ہوگا۔ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میری طرف دیکھا اور فرمایا:

لَا تُفَكِّرُ فِيْ ذَاكَ إِنَّ اللهَ لَا يُضَيِّعُ عِصَابَةً اَنَا سَيِّدُهَا۔[2]

ترجمہ: اے ابونصر! تم اِس کی فکر نہ کرو کہ: یہ اِنتقال کر جائیں گے تو حدیث میں خلل واقع ہوجائے گا، یہ جو علماء اور محدثین کی جماعت ہے، اِس کا میں سردار ہوں اور جس جماعت کا میں سردار ہوں اُس جماعت کو اللہ تعالیٰ کبھی ضائع نہیں کریں گے۔

میرے بھائیو! یہ لوگ بڑے مقدّس ہیں، اِن برگزیدہ شخصیتوں کے اور بھی کئی قصے ذہن میں آرہے ہیں، جی چاہتا ہے کہ: میں بولتا ہی چلا جاؤں مگر وقت اِجازت نہیں دیتا۔

علماء اُمّت کے محسن ہیں

یاد رکھو کہ! یہ علماء ہمارے محسن ہیں، پوری اُمّت کے محسن ہیں، اِنہوں نے رات اور دن ایک کر کے ہم تک علم پہنچایا ہے، اِنہوں نے بہت محنتیں کی ہیں، اگر یہ خون اور پسینے کو ایک نہ کرتے، رات اور دن کو ایک نہ کرتے تو آج ہمیں دین کے بارے میں کچھ معلوم نہ ہوتا۔

---

[1] (مجموعہ رسائل فی علوم الحدیث للامام النسائی رحمۃ اللہ علیہ و للخطیب البغدادی رحمۃ اللہ علیہ، الرسالۃ السادسۃ: الرحلۃ فی طلب الحدیث للامام الخطیب البغدادی رحمۃ اللہ علیہ نص الرسالۃ، ص ۱۵۵، طبع دار الکتب العلمیہ، بیروت)

[2] (طبقات المفسرین للداوودی، حرف میم، من اسمہ محمد، ذکرہ من اسم والدہ الحسین، محمد بن سلیمان، ج ۲، ص ۱۴۹ ـ ۱۵۰، طبع مکتبہ وھبۃ، القاہرۃ)

اللہ کے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم جب دُنیا سے تشریف لے گئے اُس وقت اِسلامی کتب خانے میں کتنا ذخیرہ تھا؟ حدیثوں کے کچھ اَوراق اور قرآنِ مجید، وہ بھی منتشر، پورا قرآن لکھا ہوا ایک جگہ پر نہیں تھا اور نہ حدیث کی کوئی کتاب تھی۔ لیکن علماء کی محنت کی برکت کہ: آج آپ کسی بھی کتب خانے میں چلے جائیں اور قرآن کی تفسیر کے متعلّق پوچھیں تو کتب خانے کا مالک آپ کو کتب خانے کا ایک حصہ بتلائے گا جس میں درجنوں کتابیں تفسیر سے متعلّق ہوں گی۔ آپ بخاری شریف کی شرح کے بارے میں پوچھیں تو وہ ایک دوسرے حصے کی طرف اِشارہ کرے گا جو صرف بخاری شریف کی شروحات سے بھرا ہوگا۔ علماءِ کرام نے دین اور علم کی حفاظت کے لیے اور پھر اِشاعت کے لیے بہت محنت کی ہے۔

علماء کی محنت نہ ہوتی تو ہم تلاوت سے بھی محروم رہتے

اگر یہ حضرات محنت نہ کرتے تو ہم قرآن کی تلاوت بھی نہ کر سکتے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے زمانے میں عربی حروف پر کوئی علامت نہیں تھی "ب، ت، ث، ج، خ" وغیرہ تمام حروف بغیر نقطے کے تھے، قرآن اگر اُسی حالت میں رہتا تو ہم اِس کی تلاوت کیسے کرتے؟ علماء نے محنت کی کہ: "ب، ت، ث" میں فرق بتلانے کے لیے نقطے لگائے، پھر نہ "زبر تھا، نہ زیر اور پیش، نہ تشدید، نہ سکون" سوچو کہ!! ہم قرآن کیسے پڑھتے؟!!

علماء کے بغیر لوگ چوپایوں کی طرح ہوتے

میرے بھائیو! نہ ہم قرآن پڑھ سکتے، نہ سمجھ سکتے، نہ دین پر عمل کر سکتے، پھر ہم میں اور جانوروں میں کیا فرق ہوتا؟ اِسی لیے حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

لَوْلَا الْعُلَمَاءُ لَصَارَ النَّاسُ مِثْلَ الْبَهَائِمِ[1]

ترجمہ: اگر علماء نہ ہوتے تو اِنسان چوپایوں کی طرح ہوجاتے۔

اگر علماء نہ ہوتے تو علم محفوظ نہ رہتا، علم محفوظ نہ رہتا تو ہمارے اَندر اِنسانیت باقی نہ رہتی۔

میرے بھائیو! یہ علماء اور حفاظ ہمارے چھوٹے چھوٹے بچوں کو دین پڑھاتے ہیں، اِنہوں نے ہی ہمیں بھی بچپن میں قرآن پڑھایا اور دین سکھایا، ہمیں وضو اور غسل کا طریقہ

[1] (احیاء العلوم الدین، کتاب العلم، الباب الاول فی فضل العلم، فضیلۃ التعلیم، ج ۱، ص ۱۱، طبع دار المعرفۃ، بیروت)

سکھایا، نمازیں پڑھنا اور رُوزہ رکھنا سکھایا، اِنہوں نے ہی "ا، ب، ت، ث" سے شروع کرواکر ہم پر محنت کر کے علم اور آدب کا شعور دیا، اِن ہی حضرات نے ہمیں اَخلاق سکھائے، جینے کا سلیقہ سمجھایا، زندگی کو بامقصد بنایا، یہ مکتب میں بیٹھ کر پڑھانے والے، یہ دار العلوم میں خدمت کرنے والے، یہ فتوٰی لکھنے والے، یہ سب حفاظ، علماء اور مفتیانِ کرام ہمارے محسن ہیں اور قابلِ قدر ہیں۔

علماء مفت میں رہنمائی کرتے ہیں

میرے بھائیو! میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ: جب کوئی نیا مسئلہ آپ کو، اُمّت کو پیش آتا ہے تو آپ کی کون رہنمائی کرتا ہے؟ میں کہا کرتا ہوں کہ: پوری دُنیا میں مفت رہنمائی (free consultancy) ایک ہی ہے، صرف علماء اور مفتی حضرات ہیں جو مفت میں آپ کے مسائل حل کرتے ہیں، اِن کا ہم پر بڑا اِحسان ہے۔

۱ پہلی اپیل: علم علماء اور مدارس کی قدر کرو

میرے بھائیو! میری سب سے پہلی اپیل آپ حضرات سے یہ ہے کہ: آپ اپنے دلوں میں علم کی، علماء کی اور علم کے مراکز یعنی مدارس اور مکاتب کی قدر پیدا کرو۔ ایسا خیال مت آنے دو کہ: یہ کچھ نہیں کر رہے ہیں۔ یہ خیال بھی مت آنے دو کہ: یہ لوگ دین کا کام تنخواہ لے کر کرتے ہیں۔ اِس لیے کہ یہ حضرات تدریس میں یا اِمامت میں کل وقتی (full-time) مشغول ہیں، اگر تنخواہ نہ لیں تو کھائیں گے کہاں سے؟ اپنی اور اپنے بچوں کی ضرورت کہاں سے پوری کریں گے؟ آپ بھی کارخانہ (factory) بند کردو، دکان بند کردو، کام کرنا بند کردو، ہم بھی تو دیکھیں!

علماء کی کفالت: قوم کی شرعی ذمہ داری

حضرت حکیم الامّت مولانا اَشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ: عورت کا نفقہ شوہر کے ذمہ اِس لیے واجب ہے کہ: وہ شوہر کی وجہ سے مَحْبُوْس (قید) ہے۔ ٹھیک اِسی طرح دین کی خدمت کرنے والے علماء بھی قوم کی وجہ سے مَحْبُوْس ہیں، اِمام بھی مَحْبُوْس ہے

اِس لیے کہ اُسے نماز کی اور مکتب کی پابندی کرنی پڑتی ہے، دار العلوم میں پڑھانے والا شیخ الحدیث، مدرس اور مفتی بھی مَحبُوس ہے، یہ لوگ اُمّت کی اِن خدمتوں میں مشغول ہونے کی وجہ سے اپنی ضرورتوں کے لیے وسائل جمع نہیں کر پاتے اِس لیے قوم کی یہ ذمہ داری ہے کہ: اِن کو نفقہ دے اور اِن کی ضرورتیں پوری کرے۔[1]

عورت کی تو آپ ساری ضرورتیں پوری کرتے ہیں بل کہ ضرورت سے زیادہ خرچ کرتے ہیں، لیکن ائمہ کو اِتنی تنخواہ بھی نہیں دیتے جس سے اُن کی اَوسط درجے کی ضرورت پوری ہو سکے؟!! ہم علماء کو کون سی بہت بڑی تنخواہ دے ڈالتے ہیں کہ اُن پر اِحسان جتاتے ہیں کہ: یہ پیسے لے کر دین کا کام کر رہے ہیں؟!! یہ تو ہماری شرعی ذمہ داری ہے کہ: ہم دین کی خدمت کرنے والے علماء کا خیال رکھیں اور اُن کا تعاون کریں۔

یہ تو اچھا ہے کہ! اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ وَ عَمَّ نَوَالُہٗ علماء میں ایک نہ بجھنے والی پیاس پیدا کرتے ہیں کہ: میں سیکھوں اور سکھاؤں، اِسی وجہ سے یہ مکتبوں میں، مدرسوں میں اور مسجدوں میں پڑے رہتے ہیں، لعن طعن بھی سنتے ہیں، گالیاں بھی کھاتے ہیں اور ذلّت بھی برداشت کرتے ہیں۔ اللہ اِنہیں جزائے خیر نصیب کریں۔

علماء کی توہین کرنے والے کا گھرانہ علم سے محروم رہتا ہے

عرض یہ کر رہا تھا کہ: دل میں قدر پیدا کرو۔ کس کی؟ علم کی، علماء کی، حفاظ کی، مفتیوں کی، مدارس کی اور مکاتیب کی۔ اِس سے کس کو فائدہ ہوگا؟ علماء اور مدارس کو؟ نہیں! بل کہ فائدہ آپ کو ہوگا، آپ کو کامیابی ملے گی۔ جو علماء کا، مدارس کا، علم کا، علم سے تعلّق رکھنے والی چیزوں میں سے کسی بھی چیز کا اِحترام کرتا ہے اُسے دُنیا اور آخرت دونوں جہان میں خیر و برکت نصیب ہوتی ہے اور جو توہین کرتا ہے اللہ تعالیٰ اُسے سزا دیتے ہیں اور سزا کا ایک حصہ یہ ہے کہ: اُس کے گھر میں علم کو نہیں آنے دیتے۔

"لیسٹر" کے جس علاقے میں میں رہتا ہوں اُس کا نام "Highfields" ہے۔ میں وہاں کہا کرتا ہوں کہ: اِس حقیقت کو سمجھنے کے لیے آپ کو "Highfields" سے باہر نہیں

---

[1] (ماخوذ: ملفوظات حکیم الامت بسلسلہ مقالاتِ علم و حکمت و مجادلاتِ معدلت "ڈیلکس ایڈیشن"، علماء کا نفقہ قوم پر واجب ہے، ج ۱۲، ص ۱۵۵، طبع ادارۂ تالیفات اشرفیہ، ملتان، پاکستان)

جانا پڑے گا۔ آج میں آپ کو بھی کہتا ہوں کہ: اِس حقیقت کو سمجھنے کے لیے آپ کو "لُو سا کا" شہر سے باہر نہیں جانا پڑے گا۔ ایسے لوگوں کو دیکھیے جو علماء کو تنقید کا نشانہ بناتے ہیں، لاکھ کوشش کے باوجود اُن کی اولاد علم حاصل نہ کر سکی اور اگر کسی کا کوئی بچہ عالم بن بھی گیا تو دین کی خدمت نہیں کر سکا اور جاہلوں اور گناہ گاروں کے گھروں میں علم آیا۔ آپ کو ایسی درجنوں مثالیں ملیں گی کہ: جاہل ہے، چہرے پر داڑھی بھی نہیں ہے، مگر علم اور اہلِ علم کی قدر کرنے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ شانہ نے اُس کی اولاد کو، نواسوں کو، پوتوں کو علم کی دُولت سے نوازا اور اُن کی برکت سے اُس کی زندگی میں بھی ایک خوشگوار تبدیلی آئی۔ تو ایک کام یہ کرو کہ: علم اور علم سے تعلّق رکھنے والی ہر چیز کی قدر کرو۔

۲ دوسری اپیل: خود علم حاصل کرو

دوسرا کام یہ کرو کہ: خود علم حاصل کرو، جن کا نہ خانقاہوں سے تعلّق ہے، نہ دعوت و تبلیغ سے اور نہ علماء و مدارس سے، اُنھیں تو علم حاصل کرنے کی بہت زیادہ فکر کرنی چاہیے۔ لیکن میرے خانقاہی اور تبلیغی بھائیوں کو بھی اِس اہم کام کی طرف توجہ کر کے علماء کے قریب آنا چاہیے اور اُن سے خوب اِستفادہ کرنا چاہیے۔ میں پوچھتا ہوں کہ: غور کر کے بتاؤ کہ! گزشتہ بارہ (۱۲) مہینوں میں آپ نے کتنا علم حاصل کیا؟ یا علم حاصل کرنے کے لیے کیا کوشش کی؟ علم حاصل کرنا تو بدقسمتی سے ہمارے اَعمال اور معمولات میں ہے ہی نہیں، جب علم میں ترقی نہیں ہوگی تو دین میں ترقی کیسے ہوگی؟ علم ہوگا تو عمل آئے گا، اِسی طرح علم میں ترقی ہوگی تو عمل میں ترقی ہوگی، اِس لیے خدا کے واسطے علم حاصل کرنے کی فکر کرو اور اُس کے لیے عملی اِقدام کرو۔

علم بڑھے گا تو عمل بڑھے گا

جن حضرات کا خانقاہوں سے تعلّق ہے وہ اپنے مشائخ کے ساتھ تعلّق رکھتے ہیں جس کی برکت سے اُن کے دلوں کو جلاء ملتی ہے، دل عشقِ اِلٰہی سے سرشار ہوتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے لیے کچھ کرنے کا جذبہ اُٹھتا ہے۔ مگر علم محدود ہونے کی وجہ سے عمل بھی محدود ہو

کر رِہ جاتا ہے، ہماری تبلیغی جماعت کے ساتھ چالیس (۴۰) دن کے لیے چار (۴) مہینے کے لیے جاتے ہیں، عمل کا جذبہ لے کر واپس آتے ہیں۔ مگر علم کی کمی کی وجہ سے عمل بھی کم ہی رہتا ہے، ہمارا علم دس (۱۰) سال پہلے جتنا تھا آج بھی اتنا ہی ہے، تو جذبے کے باوجود عمل وجود میں کیسے آئے گا؟ علم بڑھاؤ! علم بڑھے گا تو عمل بڑھے گا۔

ریل گاڑی کے engine (اِنجن) میں steam (بھاپ) جتنی چاہے بڑھ جائے مگر وہ وہیں تک جاسکے گی جہاں تک پٹڑیاں ہوں گی، "لُوساکا" سے جانے والی ریل گاڑی کے لیے پٹڑیاں Petauke تک ہی پہنچتی ہیں، تو اُس گاڑی میں steam (بھاپ) جتنی چاہے پیدا کرلو وہ پٹڑیوں Petauke سے آگے نہیں جاسکے گی، engine (اِنجن) سے چھک، چھک، چھک کی آواز آتی رہے گی مگر گاڑی آگے نہیں بڑھ سکے گی۔ اِسی طرح ہمیں بھی خانقاہوں میں حاضری کی برکت سے، دعوت وتبلیغ میں وقت لگانے کی برکت سے دل کی کیفیت میں فرق محسوس ہوتا ہے، اَعمال کا جذبہ بڑھتا ہے، لیکن پٹڑی یعنی علم نہ ہونے کی وجہ سے عملی زندگی میں ہم ترقی نہیں کرسکتے، جب اَعمال کا علم ہی نہ ہو تو عمل کیسے کرے گا؟ اَندر کے جذبے کو محسوس کر کے ہم سمجھنے لگتے ہیں کہ: اِیمان میں، معرفت میں بہت ترقی ہوئی ہے حال آں کہ گاڑی ایک جگہ پر رُک کر کھڑی رِہ گئی ہے اور رُکی ہوئی گاڑی کا engine (اِنجن) بہت آواز کرتا ہے جس سے سننے والے کو غلط فہمی ہوتی ہے کہ: گاڑی تیز رفتاری کے ساتھ منزل کی طرف رواں دواں ہے۔

کچھ صاف صاف باتیں

اور میں بہت ادب سے یہ بات بھی "اہلِ زامبیا" اور "اہلِ لُوساکا" سے کہوں گا کہ: آپ حضرات کو علماء سے جس طرح اور جتنا فائدہ اٹھانا چاہیے نہیں اُٹھا رہے ہیں بل کہ مجھے ایسا نظر آتا ہے کہ: علماء کو تو یہاں مقیّد کر رکھا ہے، اُنہیں منبر پر بیٹھنے نہیں دیا جاتا، ذمہ دار حضرات جس کو چاہتے ہیں اپنی مَرضی سے بٹھاتے ہیں، اُنہیں دَرسِ قرآن کی اِجازت نہیں دی جاتی، دَرسِ حدیث کی اِجازت نہیں دی جاتی۔ ہمارے یہاں "انگلینڈ" میں ایسا نہیں ہے، تقریباً تمام مساجد میں منبر اِمام کو دیا جاتا ہے، ہر جمعہ کو وہ آزادی کے ساتھ آدھ گھنٹے کی تقریر کرسکتا ہے، غلط بات پر بغیر کسی ڈر کے نکیر بھی کرتا ہے، کبھی اُس کی زد میں کمیٹی بھی آجاتی ہے۔

میرے بھائیو! جو قوم اپنے علماء کی زبانوں کو پابند کرے گی، اُن کو دینی معاملات سے بے دخل کرے گی، منبر اور محراب پر عوام کا کنٹرول ہوگا اور علماء کو آزادی کے ساتھ صحیح اور غلط کے بارے میں بولنے کا موقع نہیں دیا جائے گا تو وہ قوم اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ وَ عَمَّ نَوَالُہٗ کے اَحکام سے واقف کیسے ہوگی؟ اور جو قوم اللہ تعالیٰ کے اَحکام سے ناواقف ہوگی وہ جنّت کے راستے پر کیسے چل سکے گی؟ قرآن اور حدیث کے علم کے حاملین کو آپ نے جکڑ بندیوں میں رکھا ہے، وہ بول نہیں سکتے، اُنہیں موقع نہیں دیا جاتا، علماء سے اِتنی دُوری، علماء پر پابندیاں۔ بس علماء کے بیانات نہیں چاہیے، اگر آپ علماء کے بیانات نہیں سنیں گے تو کس کے بیانات سنیں گے؟ ایسی صورتِ حال میں آپ کے پاس صحیح علم کہاں سے آئے گا؟ **میرے بھائیو!** یہ بہت ہی خطرناک صورتِ حال ہے، یہ جہالت کو بڑھانے کا راستہ ہے۔

باہر سے جو علماء آتے ہیں اُن سے بھی آپ لوگ کَمَا حَقُّهٗ اِستفادہ نہیں کرتے، جب تک میزبان اَز خود مسجد کے ذمہ داروں کے پاس نہیں جاتا اُس وقت تک مسجد والے فکر نہیں کرتے۔ اُنہیں یہ خیال نہیں آتا کہ: ہماری بستی میں ایک بڑے عالم یا بزرگ آئے ہوئے ہیں، اُن کا ہماری مسجد میں بیان ہونا چاہیے تاکہ ہماری مسجد کے مُصَلِّی (یعنی نمازی) فائدہ اُٹھا سکیں۔ ہمیں تو بہت تعجب ہوتا ہے اِس بات سے کہ: یہاں باہر سے بڑے بڑے علماء آتے ہیں اور بے چارے گھروں میں بیٹھے رہتے ہیں، اُن کے پاس جا کر درخواست کرنی چاہیے کہ: ہماری مسجد میں تشریف لائیں اور لوگوں کو اِستفادے کا موقع دیں۔ میں تو بہت چھوٹا آدمی ہوں، ایک طالبِ علم ہوں، میں یہ بات اپنے لیے نہیں کہہ رہا ہوں۔ میں نے تو مولوی انس کو کہہ رکھا ہے کہ: کسی مسجد میں از خود بیان کے لیے درخواست نہیں کرنی چاہیے، میں آپ حضرات کو یہاں جو بڑے بڑے علماء تشریف لاتے ہیں اُن کی طرف متوجہ کر رہا ہوں۔

ہمارے یہاں "انگلینڈ" میں تو لوگ ٹوٹ پڑتے ہیں، مسجدوں کا آپس میں مقابلہ ہوتا ہے کہ: فلاں بزرگ ہمارے شہر میں آرہے ہیں تو دوسری مسجد والوں سے پہلے ہم کہہ دیں تاکہ ہمیں موقع ملے اور یہاں ایک ایک دو دو ہفتے تک بزرگانِ دین آکر بیٹھے رہتے ہیں اور

ذمہ داروں میں سے کسی کے دل میں یہ داعیہ پیدا نہیں ہوتا کہ اُن سے درخواست کریں کہ: آپ ہماری مسجد میں دین کی بات کریں۔ نہ علم کی طلب، نہ علماء سے اِستفادے کا شوق، یہ صورتِ حال اور پھر اِس پر دین داری کا ناز؟

ہمیں کوئی موقع دے نہ دے اِس کی فکر نہیں ہے، ہمیں اِس کا شوق نہیں ہے۔ ہم حق بات کہتے ہیں اور یہ میری ذمہ داری بھی بنتی ہے کہ: مجھے جو چیز غلط نظر آئے میں آپ کو اُس کی طرف متوجہ کروں، ورنہ قیامت کے دن آپ میرا گریبان پکڑ کر کہیں گے کہ: تجھے غلط نظر آیا تھا اُس کے باوجود تو بولے بغیر چلا گیا تھا؟!! اِسی وجہ سے ہم دین سے محروم رہے اور تیری کوتاہی کی وجہ سے آج ہماری پکڑ ہو رہی ہے۔ میں قیامت کے دن بَری رہنا چاہتا ہوں کہ: مجھے جو چیز غلط نظر آئی تھی میں نے بہانگِ دُہل جامع مسجد میں بیٹھ کر "اہلِ لُوسا کا" کے سامنے صاف صاف کہہ دی تھی۔

میرے والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی تربیت کا اَثر

میں نے جو بات کہی ہے صحیح سمجھ کر خیر خواہی کی نیت سے کہی ہے۔ اللہ تعالیٰ شانہ قبول فرمائیں، آپ حضرات کو اِس پر عمل کی توفیق دیں اور مجھے اِس پر اَجر عطا فرمائیں۔ (آمِین)

اگر یہ بات کہتے ہوئے زبان سے کوئی غلط لفظ یا جملہ نکل گیا ہے تو میں سب سے پہلے اللہ تعالیٰ سے معافی مانگتا ہوں اور اُس کے بعد آپ سب دُوستوں سے معافی مانگتا ہوں، میں نے کسی کی دل آزاری کے لیے اور کسی کو اِیذاء پہنچانے کے لیے کوئی بات نہیں کہی ہے۔ میرے والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی تربیت کا اَثر ہے کہ: جب یہاں بیٹھتا ہوں تو اِس بات کو کہنے کی کوشش کرتا ہوں کہ: جو لوگوں کو جنّت کے قریب لے جائے اور جہنّم سے دُور، یہ میرا کام ہے، اِس لیے ذہن میں جو بات آتی ہے اُسے آخرت کو سامنے رکھ کر بولنے کی کوشش کرتا ہوں۔ میں پہلی مرتبہ یہاں نہیں آیا ہوں، پہلے بھی کئی مرتبہ آچکا ہوں، یہاں بھی اپنے مقامی شہر "لیسٹر" میں بھی، دوسرے شہروں اور ملکوں میں بھی، عام بیانوں میں اور نجی مجلسوں میں، میرا یہی اَنداز ہے کہ: مجھے جو بات کہنی ہوتی ہے اُسے صاف کہہ دیتا ہوں، اِس لیے کہ مجھے کسی سے کوئی غرض یا لالچ نہیں، کسی سے میرا تعلّق مال کی بنیاد پر، پیسوں کی بنیاد پر نہیں ہے۔

میں کسی ملک کا سفر کرتا ہوں تو کتنا بوجھ محسوس کرتا ہوں وہ میں جانتا ہوں۔اِس لیے کہ میرا اپنی جگہ پر نقصان ہوتا ہے، وہاں سے باہر رہنا مجھے بھاری لگتا ہے، میں صرف دین کے فائدہ کو سامنے رکھ کر سفر کرتا ہوں، جو دُوست اَحباب میرے ساتھ رہتے ہیں وہ اَچھی طرح جانتے ہیں کہ: مجھے گھومنے پھرنے کا شَوق نہیں ہے، مجھے دعوتوں کا شَوق نہیں ہے، مجھے ہدایا اور تحائف کی لالچ نہیں ہے، میں کہیں بھی جاتا ہوں تو اپنی ٹکٹ سے سفر کرتا ہوں۔میرا آنے کا مقصد صرف یہ ہوتا ہے کہ: میں اللہ تعالیٰ کے دین کی باتیں کرو، ملاقات کروں اپنے دُوستوں سے اور مسلمانوں سے جو مجھ سے صرف اللہ تعالیٰ کی خاطر محبت کرتے ہیں، یہاں کے اِداروں، علماء، بزرگانِ دین اور دین کی خدمت کرنے والوں کی زیارت کروں اور اِستفادہ کروں۔اِس کے علاوہ میرا کوئی مطلب نہیں ہے۔ہوسکتا ہے کہ: میری زبان سے کوئی لفظ یا جملہ ایسا نکل گیا ہو جو آپ کی دل آزاری کا سبب بنا ہو تو میں اللہ تعالیٰ سے بھی معافی مانگتا ہوں اور آپ سب دُوستوں سے بھی معافی مانگتا ہوں۔

۳ تیسری اپیل ◆ دَرسِ قرآن اور دَرسِ حدیث کا سلسلہ شروع کرو

میرے بھائیو! علم کی، علماء کی دلوں میں قدر پیدا کرو! مقامی علماء سے بھی اِستفادہ کرو! یہاں اَچھے اَچھے علماء ہیں، اُن کو منبر پر بٹھاؤ، ایسے علماء کو بٹھانا چاہیے جو ہمیں ایسی باتیں بتلائیں جو قابل اِصلاح ہیں، چاہے وہ ہمیں کڑوی لگیں۔ایسے اِصلاح کی فکر رکھنے والے علماء کے لیے دُعا کرنی چاہیے اور اللہ تعالیٰ کا شکر اَدا کرنا چاہیے۔ہماری بدقِسمتی ہے کہ: ہم میٹھی باتیں سننے کے عادی ہو گئے ہیں، اُصول یہ بنا لیا ہے کہ: کوئی شخص ہماری طبیعت کے خلاف کوئی بات نہ کرے۔

میرے بھائیو! عرض یہ کر رہا ہوں کہ: علم کی، علماء کی اور مدارس کی قدر پیدا کرو، خود علم حاصل کرو، علم سے اِستفادہ کرو، اَچھے علماء کی لکھی ہوئی کتابیں پڑھو، دَرسِ قرآن کے سلسلوں کو شروع کرو، دَرسِ حدیث کے سلسلوں کو شروع کرو، علماء کو آزادی دو، اُنہیں منبر پر بیٹھنے دو اور بولنے دو ورنہ قیامت کے دن قوم کا ہاتھ ہوگا اور ہمارا گریبان ہوگا۔

۴ چوتھی اپیل : اپنی اولاد کو علمِ دین سے وابستہ کرو

خود علم حاصل کرنے کے ساتھ ساتھ اپنی اولاد کو بھی علم سے بہرہ وَر کرو، اُن کو مدرسوں میں بھیجو! مَا شَآءَ اللہ "لُوسا کا" خود کفیل ہے، ہمیں بہت خوشی ہوتی ہے کہ: دعوت وتبلیغ کی محنت بھی اَچھی ہے، ساتھ ساتھ خانقاہی لائن سے بھی اَچھا کام ہو رہا ہے، بڑے بڑے اَکابر یہاں آتے رہتے ہیں اور تعلیم وتعلّم کا بھی اَچھا اِنتظام ہے، مساجد کے ساتھ بچوں کی دینی تعلیم کے لیے مکاتب ہیں، لڑکوں کے لیے daytime (رُوزِینہ) اور boarding (رہائشی) full-time (کل وقتی) نظام بھی ہے، لڑکیوں کے لیے دُو (۲) full-time (کل وقتی) مدرسے چل رہے ہیں، اِن اِداروں سے فائدہ اُٹھاؤ اور اپنے بچوں کو اَچھی تعلیم اور اَچھی تربیت دو۔

علم اور علماء کی قدر کرنے والوں کے لیے دونوں جہان کی سُرخروئی

تو اپنے دلوں میں علم کی، علماء کی، مدارس کی قدر پیدا کرو، خود علم حاصل کرو اور اپنی اَولاد کو علم کی لائن میں لگاؤ۔ ایسا کروگے تو دُنیا اور آخرت میں سُرخروئی ملے گی۔

ایک چھوٹا سا قصہ بیان کرکے اپنی بات کو ختم کرتا ہوں۔ اِمام اَحمد ابن حنبل رحمۃ اللہ علیہ ایک مرتبہ ایک نہر کے کنارے پر وضو فرما رہے تھے، ایک آدمی وضو کرنے کے لیے اُسی کنارے پر بیٹھا، اَبھی پانی میں ہاتھ ڈالنے ہی والا تھا کہ کھینچ لیا۔ دل میں علماء کی محبت تھی، علم کی قدر تھی۔ دل میں یہ خیال آیا کہ: میں ایک بے علم اور جاہل آدمی اور یہ وقت کا اِمام اور اللہ تعالیٰ کا نیک بندہ۔ اگر میں ہاتھ ڈالوں گا تو میرا اِستعمال کیا ہوا پانی بہہ کر اِن کی طرف جائے گا، یہ بات آدب کے خلاف ہے۔ اِس سے بہتر یہ ہے کہ: میں یہاں سے اُٹھ جاؤں اور دوسری طرف چلا جاؤں تاکہ اِمام اَحمد ابن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کا اِستعمال کیا ہوا پانی میرے پاس سے گزرے اور میں اُس کو اِستعمال کروں، اپنے بدن کو لگاؤں۔ اُس شخص کا جب اِنتقال ہوا تو کسی نے خواب میں دیکھا۔ پوچھا کہ: بھائی! کیا ہوا؟ تو کہا کہ: اپنے گناہوں کی وجہ سے پکڑا گیا، فکر سوار ہوئی کہ: پتا نہیں! اب کیا ہوگا؟ اللہ تعالیٰ شانہ نے فرمایا کہ: تیرے پاس

ایک نیکی ہے جو تیرے تمام گناہوں پر بھاری ہے۔ تو نے ایک مرتبہ اِمام اَحمد ابن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کا اُن کے علم کی وجہ سے آدب کیا تھا، اُس کی برکت سے تیرے سارے گناہ مٹا کر تجھے جنّت میں داخل کر رہا ہوں۔[1]

کرنے کے ضروری کام

میرے بھائیو! علم کی قدر کرو! علماء کی قدر کرو! علم سے تعلّق رکھنے والی ہر چیز کی قدر کرو، قرآن کی، کتابوں کی، تصنیف و تالیف کی، دین کی باتوں کی، اِسی طرح خود بھی علم حاصل کرو، اَچھی اَچھی کتابیں علماء سے پوچھ پوچھ کر پڑھو، مساجد میں علماء کے دُروس اور بیانات کا اِہتمام کرو، اُنہیں مسجدوں میں آزادی کے ساتھ دین سکھانے کا موقع دو، ہر مسجد میں کم سے کم ہفتے میں ایک مرتبہ قرآن یا حدیث کا دَرس ضرور ہونا چاہیے، اگر تسلسل کے ساتھ ایک ہی عالم کرے تو بہت ہی اَچھا ہے، مجمع کم ہو تو کوئی حرج نہیں ہے، دس (۱۰) سال، پندرہ (۱۵) سال، بیس (۲۰) سال میں اُن دُروس کی برکت سے اَفراد تیار ہوں گے، پھر اُن کا اَثر آگے پھیلے گا، یہ تعلیم و تعلّم کا کام ایسا ہے کہ: اُس کے فوائد آپ کو پندرہ، بیس (۱۵، ۲۰) سال کے بعد معلوم ہوں گے، آپ حضرات اِس کی طرف ضرور توجہ کریں، اِسی طرح اپنی اَولاد کو علم کی طرف لگاؤ، اُنہیں حافظ بناؤ، اُنہیں عالم بناؤ۔ اللہ تعالیٰ شانہ ہم سب کو عمل کی توفیق عطاء فرمائیں۔ (آمین)

تعلیم، تبلیغ اور تزکیہ ہمارے کام ہیں اور بقاءِ دین کے لیے ضروری ہیں

میرے بھائیو! جماعتِ تبلیغ کے ساتھ سب کا دل لگا ہوا ہے، دل سے سب اُس کے ساتھ ہیں، دل سے مدارس کے ساتھ بھی سب ہیں، دل سے خانقاہوں کے ساتھ بھی سب ہیں، مگر میرے بھائیو! practically (عملاً) تمام کاموں کو ایک ساتھ کرنا ہر ایک کے لیے ممکن نہیں ہے، اِس لیے جس کام کی طرف ہماری طبیعت کا رُجحان ہو ہم اُس میں اِنہماک کے ساتھ لگے رہیں لیکن ساتھ ساتھ دوسرے کاموں کے ساتھ بھی کچھ نہ کچھ رُبط رہنا چاہیے۔

[1] (ماخوذ: مجالس مفتی اعظم از مولانا عبدالرؤف سکھروی صاحب دامت برکاتہم، مجلس نمبر ۲۷، اللہ والوں کی محبت کا صلہ، عالم کی تعظیم باعثِ مغفرت ہے، ص ۳۱۴۔ ۳۱۵، طبع ادارۃ المعارف، کراچی، پاکستان)

یہ سارے کام ہمارے ہی ہیں اور دین کی بقاء کے لیے ضروری ہیں، ایک دوسرے کے ساتھ ملتے رہیں گے، ملاقات کرتے رہیں گے اور ایک دوسرے کا تعاون کرتے رہیں گے تو شیطان کو غلط فہمیاں پیدا کرنے کا موقع نہیں ملے گا۔ جب ہم شیطان کو موقع دیتے ہیں اور وہ غلط فہمیاں پیدا کرتا ہے تو نقصان کسی اور کا نہیں ہوتا ہے، نقصان ہمارا اپنا ہوتا ہے۔

میرے بھائیو! ضد (stubbornness) اَچھی چیز نہیں ہے، تکبر بھی اَچھی چیز نہیں ہے، حق بات سامنے آئے تو قبول کر لینی چاہیے، غلطی کا پتا چل جائے تو چھوڑ دینا چاہیے، سچے اور اَچھے مؤمن کی یہی شان ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ شانہ بہت ترقیات سے نوازیں، یہ سارے کام دین کے کام ہیں اور ہمارے اپنے ہیں، اِن سب کے لیے اَچھی تمناؤں کے ساتھ دل سے دُعا کرنے سے ایک شخص اپنے گھر میں بیٹھے بیٹھے پوری دُنیا میں ہونے والے تمام دینی کاموں میں حصہ دار بن جاتا ہے اور قیامت کے دن سب کا اَجر اُس کو اِنْ شَآءَ اللہ ملے گا۔

دُعا

اللہ تعالیٰ شانہ ہم سب کو توفیقات سے نوازیں، اللہ تعالیٰ شانہ "الفلاح اکیڈمی" کو، "الفلاح اکیڈمی" میں کام کرنے والے اور "الفلاح اکیڈمی" سے تعلق رکھنے والے سب حضرات کو، "الفلاح اکیڈمی" کے طلباء اور معاونین کو اور آپ سب کو خوب برکتیں دیں۔ اللہ تعالیٰ "الفلاح اکیڈمی" کو بہت جلد بہت اَچھی اور بہت وسیع جگہ بہت آسانی اور عافیت کے ساتھ عطا فرماویں۔ اللہ تعالیٰ شانہ آگے کی جو منزلیں ہیں وہ جلدی طے کرادیں، "الفلاح اکیڈمی" کے علاوہ ہماری جامع مسجد، ہماری مسجدِ توحید، مسجدِ نور اور makeni (مکینی) کی مسجد کے تحت جو مدارس چل رہے ہیں اور لڑکیوں کا مدرسہ جو مولانا اِمتیاز صاحب کے یہاں چل رہا ہے، ہمارے جامعہ زینب، پھر ہمارا سب سے بڑا مدرسہ جامعہ اِسلامیہ، یہ جتنے بھی اِدارے ہیں اور اِن کے علاوہ دین کے جتنے کام یہاں ہو رہے ہیں اللہ تعالیٰ اُن سب کو ترقیات سے نوازیں، آپس میں سب کو ایک اور نیک بنائیں، شیر و شکر بنائیں، ایک دوسرے کا معاون بنائیں، جہالت کے اَندھیروں کے دُور ہونے کا اور علم کے نور کے عام ہونے کا ذریعہ بنائیں، اللہ تعالیٰ شانہ دعوت و تبلیغ کی محنت میں بھی اور زیادہ ترقی عطاء فرمائیں، اِن حضرات کو اور زیادہ جذبہ عطا فرمائیں اور پورے "زامبیا"، پورے "افریقہ" بل کہ پوری دُنیا میں جتنے کام ہو رہے ہیں اللہ جل شانہ سب کو بہت ترقیات سے نوازیں۔ (آمین)

وَآخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔

وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ۔

اِنَّمَا يَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا ۔۔۔ الآیۃ [1]

تَرجَمہ: اللہ سے اُس کے بندوں میں سے وہی ڈرتے ہیں جو علم والے ہیں۔

---

[1] (سُوْرَۃُ فَاطِر ۲۸)

مراجع ومصادر

شمارہ	کتاب	مصنف/مرتب	ناشر
1	القرآن کریم		
2	آسان ترجمہ قرآن	مفتی محمد تقی عثمانی صاحب دامت برکاتہم	معارف القرآن، کراچی، پاکستان
3	صحیح البخاری	امیر المؤمنین فی الحدیث محمد بن اسماعیل البخاری ؒ	یادگارِ شیخ، کراچی، پاکستان
4	الصحیح لمسلم	امام مسلم بن حجاج القشیری الخراسانی ؒ	یادگارِ شیخ، کراچی، پاکستان
5	جامع الترمذی	امام محمد بن عیسیٰ الترمذی ؒ	قدیمی کتب خانہ، کراچی، پاکستان
6	سنن ابن ماجہ	امام محمد بن یزید القزوینی ؒ	قدیمی کتب خانہ، کراچی، پاکستان
7	مشکوۃ المصابیح	علامہ محی السنۃ ؒ / علامہ محمد بن عبداللہ التبریزی ؒ	قدیمی کتب خانہ، کراچی، پاکستان
8	حلیۃ الاولیاء وطبقات الاصفیاء	امام احمد بن عبداللہ الاصبہانی ؒ	دار الکتب العربیہ، بیروت
9	کنز العمال فی سنن الاقوال والافعال	علاء الدین علی بن حسام الدین المتقی الھندی ؒ	مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت
10	احیاء العلوم الدین	ابوحامد محمد بن محمد الغزالی الطوسی ؒ	طبع دار المعرفۃ، بیروت
11	حسن التقاضی فی سیرۃ الامام ابویوسف القاضی	شیخ محمد زاہد الکوثری ؒ	ایچ ایم سعید، کراچی، پاکستان
12	تھذیب التھذیب	علامہ ابن حجر عسقلانی ؒ	مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت
13	تذکرۃ الحفاظ	علامہ ذھبی ؒ	دار الکتب العلمیہ، بیروت
14	میزان الاعتدال فی نقد الرجال	علامہ ذھبی ؒ	دار احیاء الکتب العربیۃ، بیروت
15	سیر اعلام النبلاء	علامہ ذھبی ؒ	مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت
16	شذرات الذھب فی اخبار من الذھب	شیخ عبدالحیٰ بن احمد العکری الحنبلی ؒ	دار الافاق الابدیہ، بیروت
17	طبقات المفسرین	علامہ داوودی ؒ	مکتبہ وھبۃ، القاہرۃ
18	طبقات الشافعیۃ الکبری	علامہ تاج الدین السبکی ؒ	دار المعرفۃ، بیروت
19	معالم ارشادیہ لصناعۃ طالب العلم	شیخ محمد عوامہ ؒ	دار المنہاج، جدہ
20	صفحات من صبر العلماء علی شدائد العلم	علامہ عبدالفتاح ابوغدۃ ؒ	المکتبہ المعروفیہ، کوئٹہ، پاکستان
21	مجموعہ رسائل فی علوم الحدیث	امام نسائی ؒ / خطیب البغدادی ؒ	دار الکتب العلمیہ، بیروت
22	مناقب ابی حنیفہ ؒ	موفق بن احمد المکی المعروف بالکردری ؒ	دار الکتاب العربی، بیروت
23	ملفوظات حکیم الامت "ڈیلکس ایڈیشن"	حضرت مولانا اشرف علی تھانوی صاحب ؒ	ادارۂ تالیفاتِ اشرفیہ، ملتان، پاکستان
24	آپ بیتی یعنی یادِ ایام	مولانا زکریا صاحب ؒ	دار الاشاعت، کراچی، پاکستان
25	مجالس مفتی اعظم	مولانا عبدالرؤف سکھروی صاحب	ادارۃ المعارف، کراچی، پاکستان